رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

جلد ۲۲	مورخہ ۱۰ صفر ۱۳۵۴ھ	یوم سہ شنبہ	مطابق ۱۴ مئی ۱۹۳۵ء	نمبر ۱۶۳

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۱ مئی۔ کل بذریعہ تار اطلاع موصول ہوگئی تھی۔ کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بخیریت پہنچ گئے ہیں۔

۱۰ مئی۔ مولوی جلال الدین صاحب شمس و مولوی محمد اسماعیل صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ راولپنڈی غیر مبائعین کے ساتھ مناظرہ کے لئے تشریف لے گئے۔

۱۰ مئی۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب بغرض علاج لاہور تشریف لے گئے ہیں۔ احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

۱۰ مئی جامعہ احمدیہ کے طلباء نے مولوی فاضل کا امتحان دینے والوں کو ٹی پارٹی دی۔ جس میں بعض بزرگان سلسلہ بھی مدعو تھے۔ ایڈریس عربی میں غلام احمد صاحب درجہ اولیٰ نے پڑھا۔ جواب میں خواجہ محمد عبد اللہ صاحب کاشمیری نے عربی میں تقریر کی۔ امسال کے ۱۶ طلباء جامعہ کی طرف سے مولوی فاضل کے امتحان میں شریک ہو رہے ہیں۔ جن میں سے ایک نابینا حافظ محمد رمضان صاحب بھی ہیں۔ بعض پرائیویٹ امتحان میں گئے۔ احباب سب کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔ امسال بربکہ پچھلے امتحان میں ملک عبد العزیز صاحب مولوی فاضل و مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل یادگیری کامیاب ہوئے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

دنیا مشکلات کا گھر ہے

فرمایا "دنیا عجیب مشکلات کا گھر ہے۔ بیوی بچوں کے نہ ہونے سے بھی غم ہوتا ہے۔ اور اگر ہوں۔ تب بھی مشکلات پیدا ہوتے ہیں۔ ان کی ضروریات پورا کرنے کے لئے بعض دفعہ نادان انسان عجیب عجیب مشکلات میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور صراط مستقیم سے ہٹ کر ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مال بہم پہنچاتا ہے۔ اور پھر اور مشکلات میں پھنستا ہے۔ ایک فقیر ننگ دھڑنگ جس کے پاس ستر پوشی کے سوا اور کوئی کپڑا تک نہ تھا۔ خوش و خرم کھیلتا کودتا جاتا تھا۔ کسی سوار نے اس سے پوچھا۔ کہ سائیں صاحب آپ ایسے خوش کیوں ہیں۔ اس نے کہا جس کی مرادیں حاصل ہو جائیں۔ وہ خوش ہوتا ہے یا نہیں۔ سوار نے کہا۔ کہ تیری ساری مرادیں کس طرح پوری ہوگئی ہیں۔ اس نے کہا۔ کہ جب خواہشیں چھوڑ دیں۔ تو مرادیں پوری ہوگئیں۔

بات بالکل ٹھیک ہے۔ انسان دو طرح ہی خوش ہو سکتا ہے۔ یا تو حصولِ مراد کے ساتھ۔ یا ترکِ مراد کے ساتھ۔ اور ان میں سے سہل طریق ترکِ مراد کا ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ سب کی زندگی تلخ ہے۔ بجز اس کے جو اس دنیا کے علاقوں سے الگ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات بادشاہوں نے بھی ان تلخیوں اور ناکامیوں سے عاجز آکر خودکشی کر لی ہے"

(الحکم ۲۴ مئی سنہ ۱۹۰۱ء)

بٹالہ میں ایک احمدی پر حملہ اور پولیس

"الفضل" ۱۱ مئی ۱۹۳۵ء میں بٹالہ کے ایک غریب احمدی دکاندار دین محمد پر حملہ کرنے اور مارنے کی اطلاع چھپ چکی ہے۔ اس واقعہ کی رپورٹ تھانہ پولیس میں کر دی گئی تھی۔ اور افسران بالا کو تاروں کے ذریعہ اطلاع دے دی گئی تھی۔ مگر تا حال کوئی مؤثر کارروائی نہیں ہوئی ؛

آج بہت سی ریزرو پولیس شہر میں آئی ہے۔ سنا ہے۔ کہ چند دن ہوئے جامع مسجد میں ایک احراری نے تقریر میں کہا تھا۔ کہ ہم مرزائیوں کو ملیامیٹ کر دیں گے۔ اور قادیان کے لوگوں کا یہاں بدلہ لیں گے۔ اس تقریر کی رپورٹ ایک ہندو پٹواری ڈائری نویس نے کر دی تھی۔ اس لئے زائد پولیس لگائی گئی ہے۔ سنا ہے کہ مسلمان پولیس والے اصل الفاظ ڈائری میں ہمدردی کی وجہ سے درج نہ کرتے تھے۔ یہاں ہندو ڈائری نویس مقرر ہونا نہایت ضروری ہے ؛ نامہ نگار

لاہور میں ایک احمدی پر خونریز حملہ

۱۰ مئی صبح ساڑھے آٹھ بجے کے قریب ایک مخلص احمدی بھائی جو ایک احمدی فیکٹری موہنی روڈ لاہور میں ملازم ہے۔ فیکٹری کے کسی کام جا رہا تھا۔ جب وہ اونچی مسجد اندرون بھاٹی دروازہ پہنچا۔ تو وہاں کے چند مفسدہ پرداز۔ بدزبان اور بے لگام لوگوں نے اسے خوب زدوکوب کیا۔ جس سے اس کا ناک سوج گیا۔ اوپر کا لب پھٹ گیا۔ ایک دانت اوپر کے جبڑے کا ٹوٹ گیا۔ خون کثرت سے نکلا۔ جس سے اس کے تمام کپڑے تر ہو گئے۔ تھانہ بھاٹی میں رپورٹ دی گئی۔ وہاں سے مضروب کو سول ڈسپنسری میں ڈاکٹری ملاحظہ کے لئے بحفاظت پولیس روانہ کیا گیا ؛

جماعت ہائے احمدیہ سے ضروری گزارش

۲۶ مئی کے جلسوں کو یاد رکھا جائے

جیسا کہ قبل ازیں اعلان کیا جا چکا ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جماعت کی دینی و دنیوی ترقی کے لئے تحریک جدید کے ماتحت جو سکیم مرتب فرمائی ہے۔ اور جو انیس مطالبات پر مشتمل ہے۔ اس کی اہمیت ہر احمدی کے ذہن نشین کرنے اور مخلصین جماعت کی عملی قوتوں کو بیدار کرنے کے لئے حضور کے ارشاد کے ماتحت ضروری قرار دیا گیا ہے۔ کہ ۲۶ مئی ہر جگہ جلسے کئے جائیں۔ جن میں چھوٹے بڑے تمام افراد جماعت شامل ہوں اور لیکچرار اپنے لیکچروں کے ذریعہ اس تحریک کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کریں۔ اور دوستوں سے مطالبہ کریں۔ کہ وہ اس سکیم کو کامیاب بنانے کے لئے ایثار قربانی اور استقلال اور نعماء دنیوی سے استغنا کا بہترین نمونہ پیش کریں۔ آج دنیا جن اقتصادی اور مالی مشکلات میں مبتلا ہے۔ وہ کسی پر پوشیدہ نہیں۔ مسلمانوں کا جمود ان کے سامنے ہے۔ مخالفین کی وہ عناد آمیز تدبیریں بھی ان سے مخفی نہیں۔ جن کے ذریعہ وہ اسلام کا استیصال کرنے کے درپے ہیں۔

ان تمام حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی پیش فرمودہ سکیم جس قدر قابل توجہ ہے۔ وہ کسی پر مخفی نہیں۔ پس ضروری ہے۔ کہ ۲۶ مئی کو ہر جگہ جلسے کئے جائیں اور نہ صرف مرد ان میں حصہ لیں۔ بلکہ عورتیں بھی شریک ہوں۔ کیونکہ اس تحریک کے بعض پہلو خواتین جماعت سے بالخصوص تعلق رکھتے ہیں۔ اور جب تک ان کا تعاون مردوں کے ساتھ نہ ہو۔ سکیم کے بعض حصے پورے طور پر کامیاب نہیں ہو سکتے۔

۲۶ مئی کو اتوار کا دن ہے۔ اور سرکاری دفاتر میں اس روز تعطیل ہو گی۔ اس لئے کوشش کرنی چاہئیے۔ کہ یہ جلسے پوری طرح بارونق اور کامیاب ہوں۔ تاکہ دشمن پر واضح ہو جائے۔ کہ حق کے خلاف کھڑا ہو کر اس نے ہمارے ارادوں کو پست نہیں کیا۔ بلکہ ہم سرعت رفتار اور پوری تیزی کے ساتھ ترقیات کے بلند ترین مینار کی طرف خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑھ رہے ہیں۔ اور ہر ایک قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں۔

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

۵ مئی سے ۱۱ مئی ۱۹۳۵ء تک بیعت کرنے والوں کے نام

ذیل کے احباب بذریعہ خطوط و دستی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت کر کے داخل احمدیت ہوئے

نمبر	دستی	نمبر	
۱	میر محمد صاحب ضلع میرپور	۵	چوہدری مشتاق محمد خان صاحب ضلع ہوشیارپور
۲	میاں عطا محمد صاحب کشمیر	۶	میاں غلام حسن صاحب "
۳	میاں ولی محمد خان صاحب قادیان	۷	میاں رحیم بخش صاحب ضلع جالندھر
	بذریعہ خطوط	۸	سید فرزند علی صاحب ضلع نوابشاہ
۴	میاں رحمت خان صاحب ضلع گجرات	۹	میاں محمد ابراہیم صاحب ضلع لاہور

بقیہ صفحہ ۴

امریکہ کا مقصد یہ ہے۔ کہ اس کے تجارتی مراکز کو ہوائی جہازوں کے ذریعہ اس طرح ملا دیا جائے۔ کہ ہر ایک مرکز کے حالات باقی مرکزوں کو صبح و شام پہنچتے رہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہوائی جہازوں کے سفر میں بہت جلد ترقی ہوتی جا رہی ہے۔ اور وہ وقت قریب ہے۔ کہ امریکہ اپنے اس مقصد میں کامیاب ہو جائے اس کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ امریکہ جیسے بڑے ملک میں جہاں کے وسائل پہلے ہی کافی ہیں۔ ہر ایک مشہور جگہ کا تعلق ایک دوسرے کے ساتھ ہو جائے گا۔ اور اس سے بہت بڑا فائدہ امریکہ کو پہنچے گا۔ اس طرح فاصلہ خواہ کتنا بھی ہو۔ صرف نام کو ہی رہ جائے گا۔ ابھی پچھلے ہی ایام میں امریکہ کے ہوائی جہاز جو روزمرہ استعمال ہوتے ہیں۔ انگلستان کے ہوائی جہازوں سے بیس گناہ زیادہ فاصلہ طے کر گئے۔

ہوائی جہازوں کی امداد کے لئے امریکہ کی حکومت نے اپنی پوری کوشش صرف کی ہے۔ اور عوام الناس نے بھی حکومت کے ساتھ تعاون کر کے اس کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ اس وجہ سے یہ ہوائی سلسلہ اب کافی ترقی کر چکا ہے۔ اور تمام امریکہ میں پھیل گیا ہے۔ ہوائی پرواز کو ترقی دے کر امریکہ اپنی مشکلات کے باوجود دنیا کی تاریخ کی جدید تہذیب میں حصہ لینے کے لئے تیار ہو رہا ہے۔

اگر امریکہ کے ہوائی جہازوں کا مقابلہ انگلستان کے ہوائی جہازوں سے کیا جائے تو اول الذکر کے جہاز کہیں زیادہ تیز رفتار ثابت ہونگے۔ صلح نامہ جنگ کے وقت انگلینڈ کی ہوائی طاقت سب سے اعلےٰ تھی۔ لیکن جنگ کے بعد ایک وزیر نے یہ کہا تھا۔ کہ عوام کے لئے ہوائی جہازوں کی تنظیم حکومت نہیں کر سکتی۔ لوگ خود اپنا انتظام کریں۔ اس وجہ سے انگلستان کی ہوائی طاقت کو بہت ضعف پہنچا۔ وزیر کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ اس کا مطلب یہ تھا۔ کہ ہم دنیا میں ہوائی پرواز میں باقی قوموں سے پیچھے رہ جائیں۔ جبکہ آئندہ انحصار زیادہ تر ہوائی جہازوں پر ہے۔ لیکن آہستہ آہستہ حکومت نے اس طرف توجہ شروع کر دی۔ اور اب ہم جلدی

ڈاکٹری رپورٹ ہے۔ کہ ضربات شدید ہیں ۱۲ آئی ہیں۔ کوئی کند اوزار یا ہتھیار استعمال کیا گیا ہے۔ دانت ٹوٹ گیا ہے۔ ناک کی ہڈی بھی ٹوٹی ہوئی ہے۔ نامہ نگار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ صفر ۱۳۵۴ھ

جماعت احمدیہ کو جداگانہ اقلیت قرار دینے کا مطالبہ

مذہبی معاملات میں حکومت کی مداخلت کو ناقابلِ برداشت قرار دینے والے احراری حکومت سے یہ مطالبہ کرکے کہ وہ احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھے۔ بلکہ انہیں علیحدہ اقلیت قرار دے۔ جس بے ہودگی کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ اس پر کسی قدر روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ اور ابھی مزید روشنی ڈالی جائیگی۔ آج کی صحبت میں یہ ذکر کیا جاتا ہے۔ کہ سیاسی لحاظ سے بھی احراریوں کا یہ مطالبہ انتہار درجہ کی لغویت پر مبنی ہے۔ اور مسلمانوں کو اتنا بڑا نقصان پہونچانے والا ہے۔ جس کی تلافی ناممکن ہے۔

سیاسی رنگ میں احراریوں کے اس مطالبہ کا مسلمانوں کے لئے نقصان رساں ہونا تو اسی سے ثابت ہے۔ کہ غیر مسلموں کی طرف سے اس کا بڑی گرم جوشی کے ساتھ استقبال کیا گیا ہے۔ اور حکومت سے کہا گیا ہے۔ کہ اسے ضرور منظور کرے۔ چنانچہ روزانہ اخبار "ملاپ" نے اس کی پُر زور تائید کی ہے اور سکھ اخبار شیر پنجاب نے بھی اس کے حق میں آواز اٹھاتے ہوئے لکھا ہے:۔

"ہم اس کی بزور تائید کرتے ہیں۔ اور گورنر صاحب بہادر سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ مرزائیوں کو ضرور غیر مسلم اقلیت قرار دے کر پنجاب میں کم از کم ۵ فیصدی نشستیں مقامی کونسل میں اور دو نشستیں مرکزی اسمبلی میں دی جائیں۔ اس سے کئی پولیٹکل پیچیدگیاں سلجھ جائیں گی"۔

احراریوں نے اگر اپنی عقل و سمجھ جماعت احمدیہ کی بے جا عداوت و دشمنی کی نذر نہ کر دی ہوتی۔ تو وہ بآسانی سمجھ سکتے تھے۔ کہ جماعت احمدیہ کو الگ اقلیت قرار دینے سے مسلمانوں کو نقصان۔ اور غیر مسلموں کو فائدہ پہونچنا یقینی ہے۔ اور خود احمدیوں کو بھی فائدہ پہونچ سکتا ہے۔ غیر مسلموں کو تو اس طرح کہ ان کے مقابلہ میں مسلمانوں کی طاقت اور بھی کم ہو جائے گی۔ اور وہ ان کے حقوق میں اور کمی کرانے پر زور دے سکیں گے۔ نیز ایسی حالت پیدا ہو جائے گی۔ کہ مسلمانوں کو اندرونی جھگڑوں میں الجھانے میں وہ زیادہ کامیاب ہو جائیں گے۔ اور احمدیوں کا اس میں یہ فائدہ ہے۔ کہ علیحدگی کی صورت میں وہ مقامی کونسلوں اور مرکزی اسمبلی میں اپنے نمائندے خود منتخب کرکے بھیج سکیں گے۔ اور کسی اور کا اس انتخاب میں قطعاً کوئی دخل نہ ہوگا بے شک احمدی نمائندے بہت تھوڑے ہوں گے۔ لیکن موجودہ حالت سے تو یقیناً زیادہ ہوں گے۔ اور ان کی موجودگی نہ ہونے سے تو بہرحال اچھی ہوگی کیونکہ وہ ہر ضروری موقعہ پر جماعت احمدیہ کے جذبات اور خیالات کا اظہار کر سکیں گے۔ جو بحالات موجودہ ممکن نہیں۔

پس یہ ایک واضح حقیقت ہے۔ کہ موجودہ نظام حکومت میں کسی اقلیت کا کسی اکثریت کے ساتھ شامل رہنا اس کے لئے نقصان رساں اور اکثریت کے لئے نفع رساں ہو سکتا ہے۔ لیکن علیحدہ ہونا کئی لحاظ سے اس کے لئے مفید اور اکثریت کے لئے مضر بن سکتا ہے۔ اسی لئے تو اچھوت ہندوؤں سے اور اہلحدیث مسلمانوں سے علیحدگی اختیار کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ اچھوت اقوام کو علیحدہ نمائندگی ملنے پر ہندوؤں میں کہرام مچ گیا تھا گاندھی جی نے فاقہ کشی شروع کر دی تھی۔ اور ہندوؤں کو نہایت کڑی شرائط منظور کرتے ہوئے اچھوتوں کو اپنے ساتھ رکھنے کے لئے پونا میں معاہدہ کرنا پڑا تھا اسی طرح فرقہ اہلحدیث نے مسلمانوں سے علیحدگی اختیار کرنے کے لئے جو جدوجہد شروع کر رکھی ہے۔ اور جس کے لئے وہ وزیر ہند کے پاس میموریل بھی بھیج چکے ہیں۔ اس سے مسلمانوں میں بہت شور پیدا ہو گیا۔ اور ہر طرح کی کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ وہ علیحدگی اختیار نہ کریں۔

ان حالات میں کون کہہ سکتا ہے کہ کسی اقلیت کا کسی اکثریت سے جدا ہونا اکثریت کے لئے نقصان رساں اور اقلیت کے لئے مفید نہیں ہو سکتا۔ یہی صورت جماعت احمدیہ کے متعلق بھی ہو سکتی ہے۔ اور جماعت احمدیہ علیحدہ اقلیت قرار پا کر موجودہ حالت کی نسبت زیادہ سیاسی حقوق حاصل کر سکتی ہے۔ لیکن جماعت احمدیہ نے سیاسیات میں ہمیشہ مسلمانوں کی اجتماعی قوت کو بڑھانے کی کوشش کی۔ اور اپنے فوائد کو قربان کرکے کی ہے۔

جماعت احمدیہ کی اس اتحاد پسندی اور مسلمانوں کی طاقت کو بڑھانے والی قربانی کی قدر و قیمت اگر احراریوں کی نظر میں کچھ نہیں۔ تو ہم انہیں معذور سمجھتے ہیں۔ کیونکہ جماعت احمدیہ سے تعلق رکھنے والی کوئی چیز بھی انہیں اصلی رنگ میں نظر نہیں آ رہی۔ لیکن ہر سمجھدار اور دور اندیش مسلمان جانتا ہے۔ کہ اگر جماعت احمدیہ نے اپنے سیاسی حقوق کا علیحدہ مطالبہ شروع کر دیا تو اس سے مسلمانوں کو سیاسی طور پر کس قدر نقصان پہونچے گا۔

احراریوں کو اس غلط فہمی میں مبتلا نہیں رہنا چاہیئے۔ کہ جماعت احمدیہ علیحدہ اقلیت قرار دیئے جانے میں اپنا نقصان سمجھتی ہے یا ڈر محسوس کرتی ہے۔ اگر یہ جماعت ڈرنے والی ہوتی۔ تو آج اس کا نام و نشان بھی نظر نہ آتا۔ اور نہ علیحدہ اقلیت پا کر اسلام سے خارج کی جا سکتی ہے اگر اہلحدیث علیحدگی کا مطالبہ کرکے مسلمان رہ سکتے۔ اور مسلمان کہلا سکتے ہیں تو جماعت احمدیہ کیوں مسلمان نہیں کہلا سکتی۔ حقیقت یہ ہے۔ جماعت احمدیہ کا مقصد بہت بلند ہے۔ اور وہ یہ کہ وہ چاہتی ہے۔ مذہبی رنگ میں اسلام کی حفاظت و اشاعت کا انتظام کرے۔ اور جس قدر ممکن ہو۔ اپنی طاقت اس کام میں صرف کرے۔ ہاں جب مسلمانوں کے سیاسی حقوق اور مفاد کا سوال ہو۔ تو ان کی تائید و حمایت کرے۔ اور اس طرح ان کی سیاسی قوت کو مضبوط بنائے۔ تاکہ سیاسی حقوق کی حفاظت کرنے والے زیادہ زور اور طاقت کے ساتھ کام کر سکیں۔ اگر یہ بات احراریوں کی سمجھ میں نہیں آ سکتی۔ تو نہ آئے جماعت احمدیہ ان کے شور و شر کی وجہ سے اس طریق عمل کو نہیں چھوڑ سکتی جسے اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کے لئے ضروری سمجھتی ہے۔ اور جس کی قدر ہر شریف اور سنجیدہ انسان بخوبی جانتا ہے۔

قابلِ توجہ گورنمنٹ پنجاب

کسی غیر ذمہ وار مسند ہزاروی کی طرف منسوب کرکے ہماری جماعت ہائے احمدیہ سرحد کے امیر قاضی محمد یوسف صاحب کے بارہ میں یہ سراپا جھوٹ اور بہتان اخبار پیغام صلح مورخہ ۷ اپریل ۱۹۳۵ء نے شائع کیا۔ کہ انہوں نے سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں توہین آمیز کلمات استعمال کئے ہیں۔ اس کی حلفیہ تردید حضرت خود قاضی صاحب موصوف نے بذریعہ اخبار الفضل۔ و سیاست لاہور کی۔ بلکہ جس موقع کے متعلق جھوٹا الزام لگایا گیا تھا۔ اس میں موجود ہونے والے ایک درجن سے زائد ممبروں نے حلفیہ شہادت اخبار الفضل مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۳۵ء میں شائع کرائی۔ اور مسند مذکور نے خود نوشت تحریر سے بھی دی۔

پھر سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ مجالس احرار کے آئے دن کے ریزولیوشن اخبار زمیندار اور "احسان" شائع کرکے کیوں شرارت پھیلا رہے ہیں۔ اور کیوں حکومت اس فتنہ پردازی کا انسداد نہیں کرتی۔

جماعت احمدیہ کے ایک معزز اور ذمہ وار شخص کے خلاف محض جھوٹے اور بے بنیاد الزام کی بناء پر اس قسم کا فتنہ نہایت خطرناک نتائج پیدا کر سکتا ہے اور حکومت کا فرض ہے۔ کہ اس بارے میں فوری طور پر ضروری کارروائی کرے۔

"احسان" میں حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مضحکہ خیز دلائل

آیت اِن من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ سے عجیب استدلال

اخبار "احسان" نے اب پھر ان مضامین کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ جنہیں وہ "البرز شکن گرز" قرار دیتا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ جو کچھ لکھ رہا ہے۔ وہ ان بوسیدہ اور کرم خوردہ اوراق میں موجود ہے۔ جو احمدیت کے نامراد حریف اپنی ناکامی و نامرادی کے طور پر چھوڑ مرے ہیں۔ مدیر و سردبیر احسان نے حیات مسیح کے ثبوت میں جو دلائل پیش کئے ہیں۔ ان میں سے پہلی دلیل ان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ کو قرار دیا ہے۔ اور اس سے یہ استدلال کیا ہے کہ "ابھی اہل کتاب حضرت عیسٰے علیہ السلام پر ایمان نہیں لائے چونکہ ان کا ایمان لانا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے ساتھ مشروط کر دیا گیا ہے۔ لہذا حضرت عیسٰے ابھی زندہ ہیں" (کیم مئی) اور آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے۔ کہ

"اہل کتاب میں سے کوئی لازمی طور پر حضرت عیسٰے کی موت سے پہلے ایمان لائے بغیر نہیں رہے گا۔ اور قیامت کے دن حضرت عیسیٰ ان پر گواہ ہونگے۔ کہ ہاں یہ ایمان لے آئے تھے"

حالانکہ یہ معنی اور استدلال سراسر غلط اور خلاف عقل ہے۔ کیونکہ اول جب یہ ایمان لانے میں اہل کتاب کا ہر فرد شامل ہے۔ کیونکہ لفظ "ان من" حصر کے لئے آتے ہیں۔ تو پھر وہ ہزارہا اہل کتاب جو آج تک مر چکے۔ یا "احسان" کے خیالی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے تک مریں گے۔ انہیں یہ ایمان کیونکر حاصل ہو گا۔ پس اگر اس آیت کے یہ معنی ہیں۔ کہ تمام اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان لائینگے تو چاہیئے تھا اللہ تعالےٰ ان کو حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی تک زندہ رکھتا۔ لیکن چونکہ ایسا نہیں۔ اس لئے معلوم ہوا۔ کہ یہ معنی ہی غلط ہیں۔

دوم یہ معنی اس لئے بھی غلط ہیں۔ کہ آیت کا سیاق و سباق یہود کی بدیوں کے ذکر سے بھرا پڑا ہے۔ اور یہ طریق فصاحت اور حکمت کے بالکل خلاف ہے۔ کہ آگے پیچھے تو یہود کی بدیاں بیان کی جائیں۔ لیکن درمیان میں بلا کسی جوڑ کے یہود کی خوبی بیان کی جائے۔ کہ وہ حضرت عیسٰے علیہ السلام پر ایمان لے آئیں گے۔

سوم۔ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں صاف طور پر فرماتا ہے۔ کہ لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیرا۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ چونکہ قرآن مجید خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے۔ اس لئے یہ اختلاف سے محفوظ ہے۔ لیکن اگر احسان کے پیشکردہ معنی صحیح تسلیم کئے جائیں۔ تو قرآن کریم میں اختلاف ماننا پڑے گا۔ کیونکہ اس آیت سے ماقبل فرمایا ہے۔ فلا یومنون الا قلیلا۔ یعنی یہود میں سے بہت تھوڑے لوگ ایمان لائیں گے۔ پھر کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ اس کے معاً بعد خدا تعالےٰ یہ فرما دیتا۔ کہ سب یہودی حضرت مسیح علیہ السلام پر ایمان لے آئیں گے

چہارم۔ خدا تعالےٰ نے قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمایا ہے۔ و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔ یعنی میں تیرے متبعین کو یہود پر قیامت تک غلبہ دوں گا۔ پھر فرماتا ہے و اغرینا بینھم العداوۃ والبغضآء الی یوم القیامۃ ہم نے قیامت تک یہودیوں اور عیسائیوں میں بغض ڈالدیا۔ اب سوچو کہ اگر سب اہل کتاب حضرت مسیح علیہ السلام پر ایمان لے آئیں۔ تو ان پر قیامت تک غلبہ کیونکر رہ سکتا ہے۔ اور ان میں بغض و عداوت کے کیا معنی۔ پس ماننا پڑے گا۔ کہ قیامت تک دونوں فریق یعنی یہودیوں اور عیسائیوں کا رہنا ضروری ہے۔ اور یہود کا وجود قیامت سے قبل مٹ نہیں سکتا۔

پنجم۔ اس آیت کے بعد خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ و یوم القیامۃ یکون علیھم شھیدا۔ قیامت کے دن حضرت عیسیٰ یہود کے خلاف گواہی دیں گے۔ اگر اس آیت کے یہ معنی ہوں۔ کہ یہود سب آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ تو پھر ان کے خلاف گواہی کیسی۔ یہ اور دیگر کئی وجوہ کی بناء پر وہ ترجمہ ہرگز درست نہیں۔ جو "احسان" نے پیش کیا ہے۔

اگر عقل و سمجھ سے کام لے کر غور کیا جائے۔ اور آیت کے سیاق و سباق کو مدنظر رکھا جائے۔ تو آیت زیر بحث کے معنی یہ ہیں۔ کہ ہر اہل کتاب اپنی موت سے پہلے حضرت عیسٰے علیہ السلام کے واقعۂ صلیب پر ایمان رکھے گا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ کوئی یہودی اور عیسائی ایسا نہیں۔ جو اس بات کا قائل نہ ہو۔ کہ حضرت مسیح کو صلیب پر لٹکایا گیا۔ اور انہوں نے صلیب پر جان دی۔ اسی بات کا ذکر قرآن کریم نے کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ ہر یہودی اور ہر عیسائی اپنی موت سے پہلے واقعہ صلیب پر ایمان رکھے گا۔ لیکن مرنے کے بعد ہر یہودی اور ہر عیسائی پر حقیقت کھل جائے گی۔ اور انہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صلیب پر وفات نہیں پائی۔

اس ترجمہ کی صحت کا یہ بھی ثبوت ہے، کہ قبل موتہ کی ایک قرأت قبل موتھم آتی ہے۔ (ابن جریر جلد ۶ ص ۱۵) جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قبل موتہ کی ضمیر کا مرجع حضرت عیسٰے علیہ السلام کو ٹھہرانا کسی صورت میں بھی درست نہیں۔

قرآن کریم کی ایک پیشگوئی کی صداقت

بُعدِ مکانی بالکل دُور کیا جا رہا ہے

قرآن کریم میں آخری زمانہ کی ایک علامت ان الفاظ میں بیان کی گئی تھی۔ کہ واذا النفوس زوجت یعنی لوگ اس وقت آپس میں ملا دیئے جائیں گے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ آمد و رفت کے اس قسم کے وسائل نکل آئینگے جن کے ذریعہ مہینوں کا سفر دنوں میں۔ دنوں کا سفر گھنٹوں میں اور گھنٹوں کا سفر منٹوں میں طے ہو جائے گا۔ ہر شخص جانتا ہے، کہ قرآن کریم نے جس زمانہ میں یہ پیشگوئی کی۔ اس وقت کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ دنیا کے تمام ملک اس طرح آپس میں مربوط ہو جائیں گے۔ مگر چونکہ قرآن مجید اس خدا کا کلام تھا۔ جو آئندہ ہونے والے تمام واقعات سے باخبر اور علیم و خبیر ہستی ہے، اس لئے دنیا نے قرآن شریف کا بتایا ہوا رنگ اختیار کرنا شروع کر دیا۔ اور انسانی دماغ نے ایسی حیران کن ایجادات کیں۔ جن کی بدولت آج دنیا ایک شہر یا محلہ کی حیثیت میں ہو گئی ہے۔ ہزارہا میل کی خبر ایک گھنٹہ میں پہنچ جاتی ہے۔ اور سینکڑوں میل کا سفر بالکل قلیل وقت میں طے ہو جاتا ہے۔

انہی ایجادات میں سے ایک ہوائی جہاز بھی ہے۔ جو میلوں کا سفر منٹوں میں طے کرتا ہے۔ اس ہوائی پرواز سے آج کل دنیا کی تمام متمدن حکومتیں کام لے رہی ہیں۔ اور روز بروز اس میں اضافہ کر رہی ہیں۔ غرض آمد و رفت کے دیگر ذرائع کے علاوہ ہوائی جہاز نے واذا النفوس زوجت کی پیشگوئی کو نہایت احسن طریق پر پورا کر دیا ہے۔ اس کے ثبوت میں امریکہ کی ہوائی پرواز کا ایک مختصر سا خاکہ ایک ولائتی اخبار سے پیش کیا جاتا ہے۔ جو لکھتا ہے۔ امریکہ میں روزانہ ہوائی جہاز کے ذریعہ ایک جگہ سے دوسری جگہ تک دس دفعہ سفر کیا جا سکتا ہے۔ اور جس باقاعدگی اور آسانی کے ساتھ یہ سفر کئے جاتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے، کہ امریکہ کے آمد و رفت کے ذرائع بہت اعلےٰ ہیں۔ بے تار برقی وغیرہ کے طفیل موسم کی خرابی کی اطلاع مل جاتی ہے اور اس طرح ہوائی جہاز کو کوئی نقصان موسم کی وجہ سے نہیں پہنچ سکتا۔

غرض امریکہ نے اپنی روزمرہ زندگی میں ہوائی جہازوں کا استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔

حالاتِ حاضرہ پر نظر

کیا قادیان میں پولیس فورس مقرر کرنے میں حکومت حق بجانب ہے

از جناب ملک غلام فرید صاحب ایم اے

انتہائی مصیبت کا زمانہ

انیسویں صدی عیسوی کا دُوسرا نصف اسلامی دُنیا کے لئے انتہائی مصیبت کا زمانہ تھا۔ مسلمانانِ عالم کی سیاسی ۔ سوشل ۔ مذہبی اور اقتصادی زبون حالی اپنے کمال کو پہونچ چکی تھی ۔ یورپ کا مردِ بیمار اپنی زندگی کے آخری سانس لے رہا تھا ۔ مصر ۔ شمالی افریقہ ۔ ایران ۔ افغانستان اور دیگر اسلامی ممالک مغربی استعمار کا شکار ہو چکے تھے ۔ خصوصاً ہندوستان کے مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ ہو چکی تھی۔ ۱۸۵۷ء کے غدر کی وجہ سے برٹش گورنمنٹ مسلمانوں سے حد درجہ بدگمان تھی ۔ اور ایسی پالیسی اختیار کر چکی تھی ۔ جس کے نتیجہ میں ہندوستان کے مسلمان نکبت اور ادبار کے عمیق گڑھے میں گر چکے تھے تاہم گورنمنٹ کی آتشِ انتقام ابھی سرد نہیں ہوئی تھی ۔ وُہ چاہتی تھی ۔ کہ مسلمانوں کے دل سے ہندوستان میں ان کی گزشتہ عظمت کے خیال کو حرفِ غلط کی طرح مٹا دے ۔ تاکہ وُہ امن پسند شہری ہو کر زندگی بسر کریں۔ یہ وُہ وقت تھا جب عالم اسلام آسمان کی طرف نظر اٹھائے مسیحا کے نزول کا منتظر تھا تاکہ وُہ آسمان سے اتر کر اس کے مُردہ جسم میں جان ڈالے ۔

مُسلمانوں کی قیاس آرائیاں

تمام اسلامی ممالک میں عموماً اور ہندوستان میں خصوصاً حضرت مہدی کی آمد کا شدت سے انتظار ہو رہا تھا مسلمان ہر طرف سے مایوس ہو کر یہ امید لگائے بیٹھے تھے ۔ کہ مسیح آسمان سے اُترے گا ۔ اور سوروں کو قتل کرے گا ۔ مہدی زمین سے ظاہر ہو گا ۔ اور جہاد کا علم بلند کرے گا ۔ منکرینِ اسلام شکست پائیں گے ۔ اور جو اسلام قبول نہیں کریں گے ۔ وُہ قتل کر دیئے جائیں گے ۔ اسلام کی کھوئی ہوئی عظمت واپس ملے گی ۔ پرچم اسلام گرجوں ۔ گوردواروں اور شوالوں پر لہرائے گا ۔ زمین اپنے سارے خزانے مسلمانوں کے قدموں پر اگل دیگی ۔ اور نان شبینہ کے محتاج مسلمان اتنے دولت مند ہو جائیں گے ۔ کہ ان میں کوئی خیرات لینے والا بھی نہ رہے گا ۔

حضرت مسیح موعود کی بعثت

مُسلمانوں کے یہ عقائد اور یہ خیالات تھے جب خدا کے پیارے بندے ۔ ہمارے بزرگ و آقا حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۹۰ - ۹۱ء میں مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ۔ فوجوں والے مسیح اور ایک ہاتھ میں تلوار اور دُوسرے میں قرآن رکھنے والے مہدی کی بجائے ایک امن پسند انسان پنجاب کے ایک گمنام گوشہ سے ظاہر ہُوا ۔ اور یہ اعلان کر کے کہ اسلام امن پسند اور امن دینے والا مذہب ہے ۔ اور یہ کہ نہ اسلام کبھی دُنیا میں تلوار سے پھیلا ۔ اور نہ آئندہ پھیلیگا ۔ اس لئے کسی خونی مہدی کا انتظار عبث انتظار ہے ۔ اور ایسا عقیدہ اسلام کو بدنام کرنے والا ۔ اور قرآن کی تعلیم کے قطعی خلاف ہے ۔ خونریزی کے شوقین مسلمانوں کی امیدوں کو خاک میں ملا دیا ۔ آج حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے پر پینتالیس ۔ چھیالیس سال گزرنے کے بعد شائد لکھے پڑھے مسلمان اس بات پر ہنس دیں ۔ کہ قرآن کریم کی صریح تعلیم کے خلاف مسلمانوں کا آنے والے مہدی اور مسیح کے متعلق وُہ عقیدہ کس طرح ہو سکتا تھا ۔ جو اوپر بیان کیا گیا ۔ لیکن یہ امر واقعہ ہے ۔ اور دیانتداری سے اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا ۔ کہ جمہور اسلام تو الگ رہے ۔ علمائے اسلام بھی انہی عقائد کے معتقد تھے ۔ بلکہ آج بھی مسلمان جہلاء اور علماء کا ایک بہت بڑا حصہ اسی بنا پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انکار کر رہا ہے ۔ کہ انہوں نے آ کر بجائے تلوار کے ذریعہ مسلمانوں کی ضائع شدہ عظمت اور رفعت کو بحال کرنے کے خونریزی کو جس کا نام وُہ جہاد رکھتے ہیں ۔ منسُوخ کر دیا ۔

خونی مہدی کے عقیدہ کا بطلان

ہمارے آقا حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کا خونی مہدی کے عقیدہ کا بطلان ۔ اور موجودہ حالات میں جہاد بالسیف کا التوئی اور تنسیخ ملک میں قیام امن کے لئے ایک بہت بڑی خدمت تھی ۔ شائد اس وقت جبکہ حضرت مرزا صاحب نے ایک منظم جماعت پیدا کر دی ہے ۔ جو فساد اور بدامنی کے تمام عقائد کی دُشمن ہے ۔ اور جبکہ احمدی لٹریچر اور خیالات کی اشاعت سے پڑھے لکھے مسلمان بھی ان عقائد کو مان چکے ہیں ۔ ہمارے ملک کی حکومت کو قیامِ امن کے لئے حضرت مرزا صاحب کی یہ خدمت کوئی بڑی خدمت معلوم نہ ہو ۔ لیکن یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے ۔ کہ آج سے چالیس پچاس سال پہلے مہدی کے متعلق مسلمانوں کے عقیدہ سے برٹش گورنمنٹ سخت گھبراتی تھی کیونکہ اس کو سوڈان میں ایک مہدی سے واسطہ پڑ چکا تھا ۔ لیکن حضرت مرزا صاحب نے اللہ تعالےٰ کی مدد اور اپنی خداداد قوتِ قلم اور استدلال سے مہدی کے متعلق تمام فاسد خیالات کو جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دیا ۔ اور آج مسلمانوں کا ایک کثیر حصہ یا تو کم از کم مہدی اور مسیح کے متعلق حضرت مرزا صاحب کے نقطہ نگاہ کو مان چکا ہے ۔ اور یا پھر مسیح اور مہدی کی آمد کا ہی منکر ہو چکا ہے ۔ مختصراً یہ کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنی تعلیم سے ملک میں امن کی فضا پیدا کر کے ہندوستان پر ۔ اس کے رہنے والوں پر ۔ اس کی حکومت پر بہت بڑا احسان کیا ہے ۔

وُہی حکومت جس کا ایک حصہ اب اس جماعت کو امن شکن جماعت خیال کرتا ہے ۔ اس نے کسی وہمی فساد اور شرارت کا مقابلہ کرنے کے لئے قادیان میں ایک سو کے قریب پولیس کے سپاہی ۔ تین چار تھانیدار ۔ ایک ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس ۔ اور ایک مجسٹریٹ درجہ اول متعین کر دیئے خدا کی شان ۔ کہ ملک میں امن پھیلانے والے فسادی قرار دیئے گئے ۔ سچ ہے ہمارے ملک کا باوا آدم ہی نرالا ہے ۔ یہاں ہمیشہ گنگا الٹی بہتی ہے ۔

حکومت پر حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اور بہت بڑا احسان

دُوسری بہت بڑی خدمت جو ہمارے آقا ۔ امن اور صلح اور محبت کے شہزادے ۔ خدا کے پیارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ملک میں قیام امن کے لئے کی ۔ وُہ یہ تھی ۔ کہ آپ نے اپنی تحریروں میں اور تقریروں میں بار بار ۔ اور تاکید کے ساتھ اس بات کا اظہار اور اعلان فرمایا ۔ کہ قرآن کریم نہ صرف اختلاف عقائد کی بنا پر غیر مسلموں سے جہاد کرنے کی اجازت نہیں دیتا ۔ بلکہ اس کا صاف اور صریح ارشاد ہے کہ جس حکومت کے ماتحت رہو ۔ امن پسند شہری ہو کر رہو ۔ اور جب تک وُہ حکومت تمہارے مذہبی عقائد اور عبادات میں مخل نہیں ہوتی ۔ اس کے وفادار رہو ۔ اور جب وُہ تمہارے ان تعلقات میں جو تمہیں اپنے رب سے ہیں ۔ مخل ہو کر تمہاری وفاداری کو کھو بیٹھے ۔ تو پھر بھی اس کے ملک میں رہ کر ملک کے امن کو برباد نہ کرو ۔ بلکہ اس ملک سے نکل جاؤ ۔ یہ قرآن کریم کی تعلیم تھی ۔ یہ نبیوں کے سردار کا اسوہ تھا لیکن میں دعوے سے کہتا ہوں ۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے ہی قرآن کریم اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اس تعلیم کو دُنیا میں وضاحت سے قائم کیا ۔ یہ اتنا بڑا احسان برٹش گورنمنٹ پر حضرت مرزا صاحب کا ہے ۔ کہ جس سے قیامت تک حکومت عہدہ برآ نہیں ہو سکتی ۔ خدا کے پیارے بندے شکر گزار ہوتے ہیں حضرت مرزا صاحب ساری عمر برٹش حکومت کا شکریہ ادا کرتے رہے ۔ لیکن حقیقت یہ ہے ۔ کہ شکر گزار برٹش حکومت کو حضرت مرزا صاحب کا ہونا چاہیئے تھا ۔ کسی قوم کی ذہنیت کو بدلنا اور خصوصاً اس کے مذہبی خیالات اور عقائد کو جنہیں صدیوں سے وُہ قوم مانتی چلی آئی ہو کوئی آسان امر نہیں کوئی چھوٹا سا احسان نہیں ۔

تیسرا احسان

یہ دو بہت بڑے احسان براہ راست اور بلاواسطہ امن کی فضا کو ملک میں قائم کر کے حضرت مرزا صاحب نے حکومت پر کئے ۔ اتنا ہی بڑا تیسرا احسان حضرت مرزا صاحبؑ نے بالواسطہ مختلف قوموں میں محبت کے جذبات پیدا کرنے کی کوشش کر کے گورنمنٹ پر کیا ۔ ہر ایک حکومت کو ۔ اور خصوصاً ہندوستان کی حکومت کو بہت بڑا خرچ اس بات پر کرنا پڑتا ہے ۔ کہ فرقہ وارانہ فسادات کا امکان پیدا نہ ہو ۔ اور جب وُہ فسادات ہو جائیں ۔ تو ان کے بد نتائج کا اثر کم از کم ظاہر ہو ۔ اور آئندہ ایسے فسادات نہ ہوں ۔ گورنمنٹ کا ہر ذمہ دار افسر اس بات کی شہادت دے سکتا ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے آپس میں فسادات گورنمنٹ کو کتنا پریشان کرتے ہیں ۔ حضرت مرزا صاحبؑ نے ساری قوموں میں ۔ اور خصوصیت سے اس ملک کی مختلف قوموں میں اپنی تعلیم کے ذریعہ مستقل صلح ۔ اور محبت کی بنیاد رکھ کر بہت بڑا احسان اس ملک کی حکومت پر کیا ہے ۔ اور وُہ تعلیم یہ تھی ۔ کہ ہر مذہب کے پیرو دُوسرے مذاہب کے پیشواؤں ۔ اور بزرگوں کا احترام کریں ۔ ان کی مذہبی کتب کا احترام کریں ۔ ان کی عبادت گاہوں کا احترام کریں

ملک کی بگڑی ہوئی فضاء کو دیکھتے ہوئے حضرت مرزا صاحب کو اس بات کا اتنا بڑا فکر تھا کہ اپنی معروف اور مقدس زندگی کے آخری چار پانچ ایام میں سب سے زیادہ غالب خیال آپ کے دل میں یہی تھا۔ کہ اس ملک کی مختلف قوموں میں کسی طرح سے صلح اور محبت پیدا ہو۔ چنانچہ آپ نے جو آخری کتاب لکھی۔ وہ پیغام صلح تھی۔ جو مضمون آپ کا آپ کی وفات کے بعد لاہور یونیورسٹی ہال میں ہزار ہا لوگوں کے سامنے پڑھا گیا۔ یہ بھی حضرت مرزا صاحب کا رعایا اور راعی دونوں پر احسان تھا۔ جو رعایا کے مختلف حصوں کو آپس میں محبت سے رہنے کی تعلیم دیکر آپ نے کیا۔

حیرت انگیز تغیر

یاد رہے کہ یہ تعلیم کتابوں اور رسالوں کے صفحات میں گم ہو کر ہی نہیں رہ گئی۔ حضرت مرزا صاحب انسانوں کے دلوں کی کتابوں پر اس کے نقوش چھوڑ گئے ہیں۔ وہ ایک زندہ جماعت پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ جو عقائد کے طور پر اس تعلیم کو پھیلاتی ہے۔ ہر سال یوم النبی کے موقعہ پر اس پاک تعلیم کا عملی اظہار ہوتا ہے۔ اگر اس بات کو ملحوظ رکھ لیا جائے۔ کہ انسانوں کے مذہبی خیالات کو بدلتے ہوئے کتنی دیر لگتی ہے۔ تو جو تغیر حضرت مرزا صاحب نے اس بارہ میں ہندوستانی کی ذہنیت میں پیدا کیا ہے۔ وہ حیرت انگیز معلوم ہوتا ہے۔

ہر امن شکن تحریک کی جماعت احمدیہ نے مخالفت کی

اس تعلیم کا عملی پہلو بھی کچھ کم قدر نہیں حکومت اس بات کو بھول نہیں سکتی۔ کہ احمدیہ جماعت کے وجود میں آنے کے بعد سے لیکر آج تک کوئی تحریک ملک کے امن کو برباد کرنے والی پیدا نہیں ہوئی۔ جس کی مخالفت جماعت احمدیہ نے نہ کی ہو۔ ۱۹۰۷ء میں جب پہلی مرتبہ برٹش گورنمنٹ کو ہندوستان میں برباد کرنے کی کوشش ہوئی۔ اور ۱۹۱۳ء میں جب مسجد کانپور کے معاملہ میں مسلمان گورنمنٹ سے بدظن ہوئے اور ۱۹۱۹ء سے لیکر ۱۹۲۱ء تک پہلی عدم تعاون کی تحریک کے وقت میں اور ۱۹۳۰ء میں دوسری عدم تعاون کی تحریک کے وقت میں اور ۱۹۳۲ء میں تیسری عدم تعاون کی تحریک کے وقت میں۔ غرض کونسا وقت ہندوستان کی حکومت پر مصیبت کا آیا۔ جبکہ امن کے قیام کے لئے احمدیہ جماعت نے حکومت کی ہر طرح سے مدد نہیں کی۔ احمدیہ جماعت آج بھی ویسی ہی امن پسند ہے۔ جیسی ۱۹۰۷ء میں تھی یا ۱۹۱۹ء اور ۱۹۳۰ء میں تھی آج بھی اس کی کوششیں ملک کی مختلف قوموں میں محبت اور صلح پیدا کرنے کے لئے ایسی ہی جاری ہیں۔ جیسی اس سے پہلے تھیں

حکومت کی ذہنیت میں انقلاب

لیکن شائد اس خیال سے کہ آئندہ حکومت پر اس قسم کا وقت نہیں آسکتا۔ حکومت کے ایک حصہ کی ذہنیت میں اس جماعت کے متعلق انقلاب آیا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اور ان کے خیال میں احمدی غریبوں اور بیکسوں پر ظلم کرنیوالے قرار دیئے گئے ہیں۔ اور اسی بستی کے رہنے والوں کو حکومت کا ایک حصہ فسادی قرار دے رہا ہے۔ جس سے ملک میں امن قائم کرنے اور اس ملک کی مختلف قوموں میں محبت اور صلح کے پیدا کرنے کے متعلق ہندوستان میں سب سے پہلی آواز بلند کی گئی تھی۔ ہماری باخبر حکومت کو اس بات سے بے خبر تو نہ ہو جانا چاہئے تھا۔ کہ ملک میں قیام امن کے لئے جو کوششیں ہم نے کیں۔ اس کی وجہ سے ایک حصہ ملک کی طرف سے آج تک ہمیں گورنمنٹ کے خوشامدی۔ ابن الوقت اور ملک اور قوم کے غدار کہا جا رہا ہے۔ ہم نہ ملک کے غدار ہیں۔ اور نہ حکومت کے خوشامدی بلکہ ہم بدامنی کے دشمن ہیں۔

جماعت احمدیہ کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا

میں اس بات سے بے خبر نہیں ہوں۔ کہ پنجاب کے مسلم پریس کے ایک حصہ میں کئی مہینوں بلکہ کئی سالوں سے یہ پروپاگنڈا کیا جا رہا ہے۔ کہ احمدی منہ سے امن کی تعلیم دیتے ہیں۔ ان کا اپنا سلوک قادیان کے غریب غیر احمدیوں کے ساتھ نہایت ظالمانہ ہے۔ قادیان کے غیر احمدی اور سکھ ہندو ہر طرح سے ستائے جا رہے ہیں ممکن ہے۔ کہ حکومت کے بعض ذمہ وار افسر بھی اسی غلط فہمی میں مبتلا ہوں۔ اور قرائن سے ظاہر ہوتا ہے کہ احراریوں کا یہ پروپاگنڈا حکومت کے ایک حصہ کو متاثر کر چکا ہے۔ اور قادیان میں چھ مہینوں سے ایک بہت بڑی پولیس فورس کا قیام اس بات کو ظاہر کرتا ہے۔ کہ حکومت کے ایک حصہ کی ہمارے متعلق ذہنیت مخالفانہ ہو چکی ہے۔ احرار آج پیدا ہوئے ہیں۔ لیکن قادیان کے غیر احمدی پچھلے پچاس سالوں سے احمدیوں کے ساتھ قادیان میں رہ رہے ہیں گذشتہ چند سالوں کو چھوڑ کر قادیان کی ساری تجارت غیر احمدیوں اور غیر مسلموں کے ہاتھ میں تھی۔ تقریباً تمام پیشہ ور غیر احمدی اور غیر مسلم تھے۔ اور احمدی ان سے اپنا کام کراتے تھے۔ کوئی دشمنی اور عداوت نہ تھی۔ قادیان میں احمدیوں کا قائم کردہ ایک ہی ہائی سکول تھا۔ غیر احمدی اور غیر مسلم اس میں تعلیم حاصل کرتے تھے۔ ہسپتال احمدیوں کے تھے۔ حضرت مرزا صاحب کے وقت میں خود حضور سے اور خاصکر حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ سے طبی طور پر غیر احمدی اور غیر مسلم فائدہ اٹھاتے تھے۔ انفلوانزا کی وباء کے دنوں میں احمدی ڈاکٹروں اور طبیبوں نے نہ صرف غیر احمدیوں اور غیر مسلموں کا ان کے گھروں میں جا کر علاج کیا۔ بلکہ دوائی بھی اپنے پاس سے دی۔ اس وقت ایک غیر احمدی ڈاکٹر یا طبیب بھی قادیان میں نہ تھا۔ قادیان آج ایک بہت بڑا قصبہ ہے۔ اس کی موجودہ خوشحالی کا باعث احمدی سرمایہ ہے۔ جس سے غیر احمدی اور غیر مسلم فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ باوجود اس کے کہ حضرت مرزا صاحب کے وقت سے لیکر آج تک غیر احمدی احمدیوں سے ہر طرح کے فوائد حاصل کرتے رہے۔ لیکن کبھی کبھی موقعہ پا کر شرارت بھی کر دیتے تھے۔ جس سے احمدی اپنے امام کی تعلیم کے ماتحت ہمیشہ درگذر سے کام لیتے رہے۔ یہانتک کہ کسی بیرونی انگیخت کے ماتحت غیر احمدیوں نے ۱۹۲۱ء میں قادیان میں ایک سالانہ جلسہ کا انتظام کیا۔ اور دور دراز سے مولوی صاحبان منگوائے گئے جنہوں نے ہمارے مرکز میں۔ ہمارے راستوں پر کھڑے ہو کر ہمارے امام کے متعلق نہایت بدزبانی کی اور یہ بدزبانی کئی سال تک جاری رہی دنیا میں شاید قادیان ہی ایک ایسا قصبہ ہے۔ کہ جہاں کے مالک احمدی۔ جہاں احمدیوں کی کثرت۔ جہاں احمدی مال اور عزت اور اثر میں غیر احمدیوں اور غیر مسلموں سے بہت زیادہ بڑھکر۔ لیکن جہاں کے چند سقوں اور چند درزیوں اور موچیوں کو یہ جرأت ہوتی ہے۔ کہ وہ باہر سے مولوی منگوائیں۔ اور ہمارے گھر آ کر وہ ہمارے امام کو گندی گالیاں دیں اور ہم انکو ایک بار نہیں دو بار نہیں بلکہ کئی سال تک متواتر برداشت کرتے چلے جائیں۔ بیشک غیر احمدیوں کو حق ہے کہ وہ اپنے مولوی قادیان میں منگوائیں۔ اور ان سے تعلیم حاصل کریں لیکن میں ان سے شرافت اور دیانت کے نام پر پوچھتا ہوں۔ کہ کیا ان کو قادیان میں آکر ہمارے امام کو گندی گالیاں دینے کا بھی حق ہے۔ اور کسی شریف قوم نے کبھی اس حق کا مطالبہ کیا ہے؟

زیادتی غیر احمدیوں نے کی

مختصر یہ ہے۔ کہ زیادتی قادیان کے احمدیوں کی طرف سے نہیں ہوئی۔ بلکہ احمدیوں پر غیر احمدیوں کی طرف سے شروع ہوئی۔ میں ہر اس شریف انسان کو چیلنج دیتا ہوں۔ کہ جو ضد اور تعصب سے ہماری مخالفت نہیں کر رہا کہ وہ ثابت کرے کہ ۱۹۲۱ء سے پہلے جبکہ قادیان میں غیر احمدیوں نے اپنے سالانہ جلسہ کی بنیاد ڈالی۔ اور ہمارے امام کو گندی گالیاں دینا شروع کیں۔ احمدی اور غیر احمدیوں کے تعلقات کبھی بگڑے ہوں۔ اور اگر شاذ کے طور پر کبھی بگڑے بھی ہوں۔ تو غیر احمدیوں پر کسی قسم کی بھی زیادتی ہوئی ہو۔ جب اس طرح کے جلسوں سے احمدیوں کے جذبات کو مجروح کیا گیا۔ اور اسی دوران میں قادیان میں باہر سے بہت سے پیشہ ور اور تاجر احمدی بھی آکر آباد ہو گئے۔ تو احراریوں نے پیشہ ور احمدیوں اور تاجروں سے بھی کام لینا شروع کر دیا۔ یہ نہایت ہی لغتی قسم کا جھوٹ ہے کہ غیر احمدیوں کی دکانوں پر احمدیوں کی طرف سے پکٹنگ کیا گیا۔ احمدی احمدیوں سے سودا لیتے تھے۔ اب بھی لیتے ہیں۔ اور آئندہ بھی لیتے رہینگے۔ اور یہ بات قانون سلطنت اور قانون اخلاق کسی کے بھی خلاف نہیں۔ کیا گاندھی ارون پیکٹ میں لارڈ ارون وائسرائے ہند نے ہندوستانیوں کا یہ حق تسلیم نہیں کیا تھا۔ کہ وہ ہندوستانیوں سے اپنا سودا سلف لیں صرف اس حق کے استعمال میں تشدد کو ناجائز قرار دیا گیا تھا۔ اگر ہم اسی حق کو چھوٹے یا بڑے پیمانہ پر استعمال کریں۔ تو کسی کو کیا حق پہنچتا ہے۔ کہ ہمیں برا کہے یا ظالم کہے۔ اور کسی گورنمنٹ کو کیا حق پہونچتا ہے۔ کہ اس حق کے استعمال کی بناء پر وہ غیر احمدیوں کو مظلوم سمجھے۔ اور جیسا کہ قرائن سے ظاہر ہے۔ انکی حفاظت کیلئے ایک پولیس گارد مستقل طور پر یہاں قائم کر دے۔ پھر بعض پرانے واقعات میں جھوٹ کی آمیزش کرکے اور غلط بیانیوں سے کام لیکر شور مچایا جاتا ہے۔ جو صریح بددیانتی اور انتہائی مغالطہ دہی ہے حکومت ان واقعات کے متعلق اپنا اطمینان کر چکی اور اپنا فیصلہ دے چکی ہے پھر ان سے کیوں غلط نتائج اخذ کئے جاتے ہیں۔

قادیان میں کبھی فرقہ وارانہ فساد نہیں ہوا

احراریوں نے اپنی کانفرنس میں جو کچھ گند ہمارے آقا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ہمارے موجودہ امام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق بکا۔ اسس کو بھی ہم نے برداشت کیا۔ اس کے بعد یا اس سے قبل قادیان میں کوئی فساد ہی نہیں ہوا۔ قادیان کی ساری تاریخ میں کبھی کوئی فرقہ وارانہ فساد نہیں ہوا۔ اور حالات سے کسی نئے فساد کے پیدا ہونے کا اندیشہ بھی نہیں۔ تو پھر پولیس فورس کے قیام کا آخر مطلب کیا ہے۔ کیا ہندوستان کے کسی شہر میں کبھی کوئی قتل نہیں ہوا۔ کیا کبھی کوئی مکان کسی شہر میں نہیں جلا۔ اور کیا ایسے شاذ و نادر واقعات کے گذر جانے کے کئی سال بعد کسی شہر میں سو کے قریب پولیس سپاہی تین چار تھانیدار ایک ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ اور ایک فرسٹ کلاس مجسٹریٹ کی گارد چھ مہینے تک بٹھلائی گئی۔ اگر یہ ساری کارروائی کسی گہری غلط فہمی کا نتیجہ نہیں تو اور کیا ہے۔

ہم حکومت سے پوچھنے کا حق رکھتے ہیں

ممکن ہے ہمیں یہ کہا جائے۔ کہ تم کون ہوتے ہو ایسا سوال کرنے والے رموز مملکت خویش خسرواں دانند۔ حکومت اپنے مصالح کو خوب جانتی ہے۔ وہ تمہاری رہبری کی محتاج نہیں۔ کہ وہ قادیان میں پولیس رکھے یا نہ رکھے۔ اور اگر رکھے تو کتنی تعداد میں۔ بے شک حکومت اپنے مصالح کو ہم سے زیادہ جانتی ہے۔ مگر شہری ہونے کے لحاظ سے اور ٹیکس دہندگان ہونے کی وجہ سے جس کے جائز استعمال کے لئے گورنمنٹ پبلک کے سامنے اخلاقی لحاظ سے کامل طور پر اور قانونی لحاظ سے بہت حد تک ذمہ وار ہے۔ ہم گورنمنٹ سے پوچھنے کا حق رکھتے ہیں۔ کہ وہ ہمیں بتائے۔ کہ پبلک کا روپیہ اس طرح سے کیوں برباد کیا جا رہا ہے۔ چھ مہینے سے پولیس نے قادیان میں کیا کام کیا ہے۔ اور اس کے قیام کی ضرورت کو کس طرح گورنمنٹ حق بجانب ثابت کر سکتی ہے۔ ورنہ ہم یہ سمجھنے میں حق بجانب ہونگے

کہ:-

(۱) گورنمنٹ نے کانگرس تحریک کے مقابلہ کے لئے بہت سی پولیس بھرتی کی۔ اس پولیس کا اب کوئی مصرف نہیں رہا۔ لیکن کانگرس کی طرف سے اس کو اطمینان نہیں ہے۔ اس لئے وہ اس کو (Disband.) بھی نہیں کرنا چاہتی۔ اور کسی کام پر لگائے بغیر اس کو قائم بھی نہیں رکھ سکتی۔ اس لئے وہ ایسے بہانوں کی تلاش میں رہتی ہے۔ کہ جہاں اس پولیس کو رکھ کر وہ اس کے وجود کی ضرورت ثابت کرے۔ اور ان بہانوں میں سے ایک بہانہ اس کو قادیان میں غیر احمدیوں کی حفاظت کا ہاتھ آگیا ہے

(۲) حکومت کو رعایا کے روپیہ کا کوئی احساس نہیں۔ وہ اپنے وقار اور رعب کے قائم رکھنے کے لئے قطعی بے ضرورت جگہوں پر خرچ کر دیتی ہے۔ اور قادیان کی پولیس کی گارد ان میں سے ایک ہے۔

(۳) حکومت کو اپنے ذرائع کی بناء پر علم ہے۔ کہ کوئی اور قوم عنقریب قادیان پر حملہ آور ہونے والی ہے۔ اور ہماری حفاظت کے لئے گورنمنٹ نے اس پولیس کو رکھا ہوا ہے اس کے جواب میں گزارش ہے۔ کہ گورنمنٹ کا یہ وہم قطعی بے بنیاد ہے۔ اور کسی قرینے سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ ایسا کوئی واقعہ مستقبل قریب میں ہو سکتا ہے۔ اور اگر اس وہم میں کچھ حقیقت ہو بھی۔ تو ہم گورنمنٹ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے عرض کریں گے۔ کہ ہم اپنی حفاظت قادیان میں خود کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر گورنمنٹ کو ہم سے زیادہ ہماری حفاظت کا خیال ہے۔ تو پھر جس دن قادیان پر حملہ ہو۔ اس دن وہ اپنی پولیس کے ساتھ آجائے۔ قبل از مرگ واویلا کے طور پر روپیہ ضائع نہ کرے۔

مباہلین جماعت احمدیہ پنڈی بھٹیاں

ناظرین کے خاص اوقات کی دعاؤں کے محتاج ہیں۔ جماعت احمدیہ کی نصرت اور تائید کے لئے اور پنڈی بھٹیاں میں جماعت کی ترقی کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔ نیز التجا ہے۔ کہ ہماری ہر قسم کی کمزوریوں کے دور ہونے کے لئے ہمیشہ دعائیں کرتے رہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمارا حافظ و ناصر ہو۔ آمین طالبان دعا

احمدی مباہلین جماعت پنڈی بھٹیاں

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اور ایڈیٹر صاحب پیغام صلح کی معذرت

ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور کی معذرت ان کے پرچہ ۷ مئی ۱۹۳۵ء صفحہ ۲ پر اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا اظہار افسوس بذریعہ رجسٹرڈ خط معرفت خاں محمد علی خاں صاحب درانی احمدی وکیل چارسدہ ضلع پشاور موصول ہوئے۔ مگر ہر دو کی عبارت قریباً ایک ہے۔ اور بہت بے بیدارہ جو اس نقصان کی تلافی کرنے کے لئے ہرگز کافی نہیں۔ جو ان کے شائع کردہ مضمون سے میری عزت شہرت اور جان کے خطرہ کی صورت میں رونما ہوا ہے۔ خواہ ان کی نیت اس مضمون کی اشاعت سے کچھ ہو۔ مگر پبلک میں اخبار زمیندار لاہور اخبار احسان لاہور اور اخبار مدینہ بجنور نے تو سخت خطرناک اشتعال پیدا کر دیا ہے۔ بلکہ میرے قتل کی بھی کھلے لفظوں میں تلقین کی ہے۔ لہذا جب تک ہر دو صاحبان اپنے اخبار پیغام صلح لاہور میں مسلسل تین بار سرورق پر نمایاں طور پر بلا کسی شرط او راگر مگر کے ان الفاظ میں معافی طلب نہ کریں۔ میرا مطالبہ نوٹس پورا نہیں ہو سکتا۔ اور یہ معذرت اخبارات مذکورہ میں بھی تین بار شائع کرائیں۔ تاکہ پیدا شدہ اشتعال کا ازالہ ہو سکے۔ الفاظ معذرت یہ ہوں۔

"ہم نہایت افسوس کے ساتھ کہتے ہیں کہ ہم نے ضمیمہ در قال ہزاروی کا وہ مضمون جس میں قاضی محمد یوسف احمدی امیر جماعت ہائے احمدیہ سرحد کے بارہ میں لکھا گیا تھا۔ کہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حق میں کہا۔ کہ (نعوذ باللہ) آنحضرت صلعم حضرت خدیجہ کے غلام تھے۔ اور ان کے مال تجارت میں سے غبن کیا۔ اور یہ مال حرام تھا۔ بلا کسی تحقیق کے شائع کر دیا۔ اور چونکہ قاضی محمد یوسف نے ان کی تردید کر دی ہے۔ کہ یہ ناپاک کلمات اس نے ہرگز نہیں کہے۔ اور وہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا مطاع اور شارع رسول۔ سید الطاہرین والمطہرین خاتم النبیین صادق اور امین یقین کرتا ہے۔ لہذا ہم اپنے مقالہ شائع شدہ مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۳۵ء کو واپس لیتے ہیں۔ اور اس سے جو نقصان ان کی عزت شہرت اور جان کو خطرہ میں پڑنے سے پہنچا ہے۔ اس کی تلافی بلا شرط معافی طلب کرتے ہوئے کرتے ہیں"

اگر ہر دو صاحبان کو ان الفاظ میں معافی کا اعلان کرنا منظور ہو۔ تو شائع کر دیں۔ ورنہ ان کو اپنے شائع کردہ الفاظ ہمارے مطالبہ سے بری الذمہ نہیں ٹھہرا سکتے۔ کیونکہ وہ کافی نہیں۔

قاضی محمد یوسف احمدی پشاوری

"الفضل" کا اشاعت فنڈ

اس سے قبل کئی بار لکھا جا چکا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے خلاف فی زمانہ جو طوفان مخالفت اٹھا ہوا ہے۔ اس سے بعض سعید الفطرت اور متلاشی حق طبائع تحقیق کی طرف مائل ہو رہی ہیں۔ اور تصویر کا دوسرا رخ دیکھنے کے لئے بے تاب ہیں۔ لیکن ہر شخص نہ تو اخبار خرید کر پڑھنے کی استطاعت رکھتا ہے۔ اور نہ ہی اس کی اہمیت کو غیر احمدی محسوس کر سکتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو تحقیق حق میں سہولتیں بہم پہنچانے اور اس طرح ایک اہم تبلیغی ذریعہ کو کامیاب بنانے کے لئے ضروری ہے۔ کہ صاحب استطاعت احمدی دوست الفضل کے اشاعت فنڈ کو مضبوط کریں۔ جو دوست کوئی معقول رقم اس فنڈ میں دے سکتے ہوں۔ وہ جس قدر بھی چاہیں بھجوا سکتے ہیں۔ ہر امداد شکریہ کے ساتھ قبول کی جائے گی۔

امتحانات میں کامیابی۔ بچوں کی ولادت۔ نکاح شادی وغیرہ تقریبات پر اس فنڈ کو مضبوط کرنے کا خیال رکھنا چاہیئے۔ (مینیجر)

سلور جوبلی کی تقریب اور احمدی جماعتیں

چک ۹۶ تحصیل ننکانہ

موضع چک ۹۶ تحصیل ننکانہ صاحب آبادی ملک چراغ الدین صاحب احمدی رئیس بہ تقریب سلور جوبلی ملک معظم جشن شادمانی حسب ذیل طریق پر منایا گیا۔

۶ اور ۷ مئی کی رات کو چراغاں کیا گیا صبح سے لے کر ۱۲ بجے تک لنگر عام جاری رہا۔ غرباء و مساکین کو خیرات نقدی تقسیم کی گئی۔ اور ملک معظم کی درازی عمر کے لئے دعا مانگی گئی۔ کبڈی، رسہ کشی اور کشتیاں بھی کرائی گئیں۔ اور انعامات دیئے گئے

(نامہ نگار)

مہگاؤں سی پی

جماعت احمدیہ مہگاؤں۔ سی پی کے افراد خاکسار کی قیام گاہ پر بہ تقریب سلور جوبلی جمع ہوئے۔ خاکسار نے حکومت برطانیہ کے احسانات پر اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم فرمانبرداری اور وفاداری گورنمنٹ برطانیہ پر تقریر کی۔ باوجود اس کے کہ احراریوں کے ظلم و ستم اور حکام کی طرف سے عدم دادرسی کی وجہ سے ہمارے دل سخت مجروح ہیں دوستوں نے حکومت برطانیہ کے ساتھ مخلصانہ وفاداری کا اظہار کیا اور شہنشاہ جارج پنجم اور ملکہ میری کی درازی عمر کی اور ان کے تخت اور بخت کے قائم رہنے کی دعا کی۔ مبارکباد کا تار بنام گورنر صاحب بہادر سی پی بھیجا گیا۔

خاکسار:۔ محمد یوسف پریزیڈنٹ جماعت احمدیہ مہگاؤں۔ سی پی

کوئٹہ

۷ مئی ۱۹۳۵ء کو صبح کی نماز کے بعد مسجد احمدیہ میں جلسہ منعقد ہوا۔ متعدد اراکین نے تقریریں کیں۔ جن میں سلطنت انگلشیہ کی برکات کا تذکرہ کرتے ہوئے از روئے شریعت بادشاہ وقت کی اطاعت اور فرمانبرداری کی طرف توجہ دلائی گئی۔ بعد میں ملک معظم اور سلطنت کے حق میں دعا کی گئی۔

افراد جماعت نے اپنی استطاعت سے بڑھ کر جوبلی فنڈ میں حصہ لیا۔ رات کو چراغاں کیا گیا۔ برائے امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ

موضع کڑیال ضلع امرتسر

خان صاحب چوہدری فضل الدین صاحب پنشنر ڈپٹی کلکٹر انہار و نمبردار کڑیال کی توجہ سے یہاں کا جشن جوبلی ضلع بھر میں سبقت لے گیا۔

۶ مئی کو مردانہ و زنانہ ہر دو سکولوں میں شاندار جلسے ہوتے۔ ہر دو جگہ شیرینی تقسیم کی گئی۔ ملک معظم اور ملکہ معظمہ کے فوٹو خان صاحب چوہدری فضل الدین کی طرف سے۔ جو ان کے نام پر چھپے ہوئے تھے۔ لڑکے اور لڑکیوں میں تقسیم کئے گئے۔ جلوس نکالا گیا۔ کشتیاں، کبڈی، دوڑ وغیرہ شام تک رہیں انعامات تقسیم کئے گئے غرباء اور مساکین کو کھانا کھلایا گیا اور روشنی کا ایسا انتظام تھا کہ تمام گاؤں جگمگ جگمگ کر رہا تھا

خاکسار۔ (چوہدری) غلام محمد (سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ)

استرزئی پایاں

۶ مئی کو ۱۰ ے۔ وی مڈل سکول استرزئی پایاں۔ لوئر مڈل سکول استرزئی بالا پرائمری سکول خواجہ خضر کے طلباء سکول پہنچے ہیڈ ماسٹر صاحب اے۔ وی مڈل سکول استرزئی پایاں نے چند نمبردار و پنشنر سردار استرزئی پایاں و بالا کے جشن جوبلی میں شرکت حاصل کرنے کے لئے مدعو کئے۔

آغاز جلسہ ۱۰ بجے صبح کو شاہی جھنڈے کی سلامی سے کیا گیا۔ مسٹر علی محمد صاحب ایس۔ وی ٹیچر اور دیگر اصحاب نے ملک معظم کی ذات باصفات کا مفید ہونا ان کی رحمدلی اور نیک دلی کو روشن کیا۔ آخیر پر مولوی رکن الدین صاحب ہیڈ ماسٹر کا ایک مضمون جس میں جشن جوبلی کی غرض و غایت اور ملک معظم کی ہمدردی بارعایا کا ذکر تھا۔ پڑھا گیا۔ جلسہ کے بعد کھیلیں ہوتی رہیں طلباء میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ رات کو چراغاں کیا گیا۔

نامہ نگار

میرٹھ

جماعت احمدیہ میرٹھ نے اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت کے ماتحت ملک معظم کی سلور جوبلی کی تقریب میں بڑی خوشی کا اظہار کیا۔ دوستوں نے جوبلی فنڈ میں چندہ بھی دیا۔ ۶۔۷ مئی کی شب کو چراغاں کیا گیا۔ گورنر جنرل وائسرائے ہند کی معرفت بادشاہ سلامت کو مبارکباد کا تار دیا گیا۔ خاکسار عبدالواحد خان سکرٹری انجمن احمدیہ میرٹھ شہر

بھوماں وڈالہ

جماعت احمدیہ بھوماں وڈالہ ضلع امرتسر کا ایک جلسہ زیر صدارت چوہدری محمد الدین صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ منعقد ہوا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب تحفہ قیصریہ سے ایک عبارت پڑھ کر سنائی گئی۔ اور پھر دعا کی گئی۔ کہ خداوند کریم ملک معظم کے اقبال میں ترقی دے۔

محمد عبدالحق

پنڈی بھٹیاں

خدا تعالیٰ کے فضل سے سلور جوبلی کے موقعہ پر ملک معظم کے لئے دعائیں کی گئیں۔ غرباء کو کھانا کھلایا گیا۔ اور چراغاں کیا گیا۔ پنڈی بھٹیاں کی تمام پبلک ہندو مسلم کا مشترکہ تین دن جلسہ ہوتا رہا۔ کئی قسم کی کھیلیں کی گئیں۔ ان تقریبات میں احمدی بھی شامل ہوئے۔

محمد مراد

پٹھان کوٹ

۶ مئی کو ممبران جماعت احمدیہ پٹھانکوٹ و دولت پور کا جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں بتقریب سلور جوبلی شہنشاہ معظم شیخ غلام قادر صاحب پریذیڈنٹ۔ جماعت احمدیہ پٹھانکوٹ نے وضاحت سے حکومت برطانیہ کے برکات کا ذکر کیا اور شہنشاہ معظم کے عہد کے حالات بیان کئے۔

آخیر پر جملہ حاضرین نے سلطنت برطانیہ کے قیام اور شہنشاہ معظم و ملکہ معظمہ کی درازی عمر و ترقی اقبال کے لئے دعا کی۔

نامہ نگار

سر مرزا ظفر علی کی تجویز کے کیا کہنے

سکھ معاصر "شیر پنجاب" لکھتا ہے۔

قادیانی سکھوں کو مسلمان ثابت کرنے کی احمقانہ دھن میں مست تھے لیکن خود دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے۔ مرزائی صاحبان کو اسلام سے قانونی طور پر خارج کر دینے کی تجویز پیش کرنے والے بھی مرزا جی ہیں۔ یہ مرزا سر ظفر علی سابق جج ہائی کورٹ لاہور ہیں۔ جو اپنے عجیب و غریب قانونی فیصلوں کے لئے بہت شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ ان مرزا جی نے ایک انگریزی اخبار میں گورنر پنجاب کے نام ایک کھلی چٹھی شائع کی ہے جس میں ان سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ قادیانیوں کو پنجاب میں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ اور اس بدگمانی کو عام مسلمانوں کے دلوں سے دور کیا جائے۔ کہ حکومت مرزائیوں کی طرفداری کرتی ہے!

"بہاولپور کی ایک عدالت نے بھی قادیانیوں کو خارج از اسلام قرار دیا ہے لیکن مرزا ظفر علی کی تجویز کے تو کیا کہنے۔ ہم اس کی بزور تائید کرتے ہیں۔ اور گورنر صاحب بہادر سے درخواست کرتے ہیں کہ مرزائیوں کو ضرور غیر مسلم اقلیت قرار دے کر پنجاب میں کم از کم ۵ فی صدی نشستیں مقامی کونسل میں اور دو نشستیں مرکزی اسمبلی میں دی جائیں۔ اس سے کئی پولیٹیکل پیچیدگیاں سلجھ جائیں گی۔

مرزا ظفر علی آدمی تو نصیب نے بڑے بنا دیئے لیکن باتیں نہایت ہی مزیدار مسجد والوں کے متولیوں سی کرتے ہیں۔ آپ نے ہی یہ فیصلہ دیا تھا۔ کہ گورو نانک صاحب ہندو تھے۔ اور گورو گوبند سنگھ جی سکھ۔ اب مرزائیوں کے متعلق یہ نہایت مزیدار نقطہ آپ نے ہی بتایا ہے۔ کہ انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ ہائی کورٹ کا ایک سابق جج گورنمنٹ کو رائے دے۔ اور اس کی قدر نہ ہو۔ سر سیمویل ہور کو واجب ہے کہ انڈیا بل میں قادیانیوں کیلئے بھی جداگانہ نشستوں کی تخصیص کر دی جائے۔ اگر دیسی عیسائی اور اینگلو انڈین دو جماعتیں ہیں تو محمدی

[illegible]

سالانہ رپورٹ صدر انجمن احمدیہ بابت ۳۴-۱۹۳۳ء

حسب دستور سابق مجلس مشاورت کے موقعہ پر اس سال بھی رپورٹ سالانہ صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ شائع کر دی گئی تھی۔ جو یکم مئی ۱۹۳۳ء سے ۳۰ اپریل ۱۹۳۴ء تک کی ہے۔ مگر باوجود اجلاس مشاورت میں دو مرتبہ اعلان کرنے کے بہت کم دوستوں نے خریدی ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو۔ کہ دوستوں نے اس کی ضرورت اور اہمیت کو نہیں سمجھا۔ دراصل سالانہ رپورٹ کی اشاعت سے کئی ایک اغراض و مقاصد وابستہ ہیں۔ یہ رپورٹ احمدیہ جماعتوں کو اس امر سے آگاہ کرتی ہے کہ

(۱) صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ نے اور احمدیہ جماعتوں نے گذشتہ سال کیا کام کیا۔ اور کیا کیا مشکلات صیغہ جات کو اور جماعتوں کو درپیش رہیں۔

(۲) تبلیغی نقطہ نگاہ سے بھی سالانہ رپورٹوں کی اشاعت مفید ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ان میں تفصیل سے دکھایا جاتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ اندرون ہند اور بیرونی ممالک میں کہاں کہاں قائم ہیں۔ اور انہوں نے کیا کام کیا۔ اور کس قدر روپیہ جماعت احمدیہ اشاعت اسلام کے لئے صرف کر رہی ہے۔ اور کس طرح سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عظمت اور قبولیت اکناف عالم میں قائم ہو رہی ہے۔

(۳) ہماری آئندہ نسلوں کے لئے بھی ان رپورٹوں کا محفوظ رہنا ازبس ضروری ہے۔ تاکہ وہ اپنے اسلاف کے ایثار اور قربانیوں کو دیکھیں۔ اور خود بھی جذبہ ایثار اور جذبۂ عمل اپنے اندر پیدا کر کے ہم سے بھی آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔ وغیرہ

اس لئے ہر جماعت کے لئے نہایت ضروری ہے۔ کہ سالانہ رپورٹ خرید کر خود پڑھے۔ غیر احمدی دوستوں کو پڑھائے۔ اور پھر آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ رکھے۔

حجم ۲۶۶ صفحات قیمت: معہ محصول ڈاک تیرہ آنے جو کہ بہر حال پیشگی بصورت ٹکٹ بھی بھیجی جا سکتی ہے۔ جو دوست گذشتہ تین سالوں کی رپورٹیں منگوائیں گے۔ ان کو ایک روپے آٹھ آنے میں تینوں رپورٹیں بھیج دی جائیں گی۔

ناظر اعلیٰ۔ قادیان

مخالفین احمدیت کی ذلیل ترین حرکت

اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب مدارس حلقہ بٹالہ کی انصاف پسندی

کچھ عرصہ ہوا۔ دیال گڑھ کے معاندین احمدیت نے مخالفت میں اندھے ہو کر ایک ایسی اخلاق سوز اور ذلیل حرکت کی جس کی امید ایسے انسانوں سے ناممکن ہے۔ جن کے دل میں ذرہ بھر بھی شرافت ہو۔ ان لوگوں کو جب احمدیوں کے بائیکاٹ پر تحصیلدار صاحب بٹالہ نے فہمائش کی۔ تو یہاں کے چند اشرار نے یہ سازش کی۔ کہ احمدیوں پر کوئی کیس کھڑا کر کے ان کو دکھ دینا چاہیئے۔ اور موضع ملک پور کے ایک شخص کو جس کا لڑکا دیال گڑھ کے سکول میں پڑھتا تھا۔ آمادہ کیا۔ کہ وہ منشی الٰہ داد خان صاحب احمدی مدرس کے خلاف دعویٰ کر دیں۔ کہ ان کے لڑکے سے ناجائز فعل کیا گیا ہے۔ یہ لوگ جب ایک ڈاکٹر کے پاس سرٹیفکیٹ لینے گئے تو سنا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا۔ کہ اگر تم مجھ سے سرٹیفکیٹ لکھوانا چاہتے ہو۔ تو پھر اس لڑکے سے یہ فعل کر کے لے آؤ۔ میں سرٹیفکیٹ دیدوں گا۔ یہ جواب سن کر بھی ان لوگوں کو شرم نہ آئی۔ بلکہ محکمہ پولیس کے آدمیوں سے ساز باز کر کے دعویٰ کرا دیا۔ پولیس نے یہ معاملہ محکمہ تعلیم میں منتقل کر دیا۔ اور ڈی۔ آئی صاحب مدارس ضلع گورداسپور کے پاس بھیج دیا۔ جنہوں نے اس کیس کی تحقیق باوا تارا سنگھ صاحب اے۔ ڈی آئی مدارس بٹالہ کے سپرد کی۔ باوا تارا سنگھ صاحب نے اس معاملہ کی نہایت ہی دیانتداری اور قابلیت سے تحقیق و تفتیش کی۔ اور انصاف پسندی کی رو سے اس شکایت کو سراسر بے بنیاد پایا۔ اور آپ پر واضح ہو گیا کہ یہ سب کچھ مذہبی دشمنی اور عناد کی وجہ سے کیا گیا ہے۔ پس باوا صاحب کا اس معاملہ کی تہہ تک پہنچ کر حق و انصاف کو قائم رکھنا حق پروری کی اعلیٰ اور شاندار مثال ہے اور ایسے افسر اپنے محکمہ کیلئے باعث فخر ہیں۔ چونکہ یہ الزام بالکل بے بنیاد ثابت ہو چکا ہے۔ اسلئے امید ہے کہ منشی صاحب ان لوگوں کے خلاف قانونی چارہ جوئی [illegible] کریں گے۔ [illegible]

مولوی مظہر علی صاحب اظہر کا سرگودہ میں لیکچر

۴ مئی ۱۹۳۵ء کو بصدارت امام جامع مسجد سرگودہا مولوی مظہر علی اظہر کا لیکچر ہوا۔ جس میں جماعت احمدیہ کے خلاف لوگوں کے دلوں میں نفرت پھیلانے کی غرض سے کئی ایک گذشتہ واقعات کو افتراء پردازی کا رنگ چڑھا کر بے ثبوت بیان کیا۔

حکومت انگریزی کے متعلق کہا۔ مرزا صاحب نے آیت اولی الامر منکم کے ماتحت اس حکومت کی اطاعت ہمارے لئے فرض قرار دی ہے۔ جو کفر والحاد اور تثلیث کا عقیدہ رکھنے والی حکومت ہے۔ جو بدکاریوں کا سکہ چلانے والی اور زنا کو جرم نہ سمجھنے والی ہے۔ ایسے اولی الامر کی اطاعت کرانے سے احمدیوں کا مطلب یہ ہے۔ کہ خواہ انگریز ابن سعود پر حملہ کریں۔ خواہ مکہ میں علم گاڑ دیں۔ تو بھی ہم انگریزوں کا ساتھ دیں گے۔ قادیانی اور لاہوری احمدی دینی رنگ میں تو ہم پر مرزا غلام احمد کو مسلط کرتے ہیں۔ اور دنیاوی رنگ میں اس حکومت کی اطاعت ہمارے پر فرض ٹھیراتے ہیں۔ ایسے حالات میں ان کی اور ہماری صلح کیسے ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ سلسلہ احمدیہ پر واہی تباہی اور لایعنی اعتراضات جو منہ میں آیا کرتا رہا۔ اور آخر میں اپنا پروگرام پیش کیا۔ کہ قادیان میں مکان خریدو۔ وہاں اپنی آبادی بڑھاؤ۔ تاکہ مبلغوں کا کالج وہاں کھولا جائے۔ مجمع اڑائی تین سو کے قریب تھا۔ مگر سب معمولی طبقہ کے لوگ تھے۔

(نامہ نگار)

حضرت امیر المومنین کا خطبہ جمعہ بصورت ٹریکٹ

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ مورخہ ۲۶ اپریل جس میں جماعت احمدیہ کے خلاف سر ظفر علی صاحب کے اعلان پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور جس میں تفصیل سے احراریوں کی مسلمانوں کو تباہ کرنے والی حرکات کا ذکر کیا گیا ہے۔ ٹریکٹ کی صورت میں شائع کیا جا رہا ہے۔ جو اصحاب نظارت دعوۃ و تبلیغ میں اطلاع دے چکے ہیں۔ کہ ٹریکٹ کی صورت میں شائع ہونے والے خطبات کی کاپیاں ان کو بھیجی جایا کریں۔ ان کے نام نوٹ کر لئے گئے ہیں۔ اور ان کی مطلوبہ کاپیاں ان کو ارسال کر دی جائیں گی۔ اور ان کی قیمت سے ان کو اطلاع دے دی جائے گی۔ جو بہت جلد ارسال فرمائیں۔

دوسرے احباب بھی جلد مطلع فرمائیں۔ ان ٹریکٹوں کی قیمت لاگت کے مطابق رکھی جائے گی۔ تاکہ احباب کثرت سے ان کی اشاعت کر سکیں۔ احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں منگا کر ان کی بکثرت اشاعت کریں۔

اس مد میں احباب کو کچھ رقم ارسال کر دینی چاہیئے۔ یا پھر وی پی کرنے کی اجازت دینی چاہیئے۔

مینجر الفضل۔ قادیان

گوشوارہ کارگزاری جماعتہائے انصار اللہ!

مارچ ۱۹۳۵ء

پمفلٹ و اشتہارات کا خانہ بوجہ تعداد اشاعت کے معلوم نہ ہونیکے عام طور پر خالی چھوڑا گیا ہے۔ بعض دوست لکھدیتے ہیں۔ بکثرت شائع کئے گئے۔ اس سے تعداد کا علم نہیں ہو سکتا۔ احباب رپورٹ دیتے ہوئے آئندہ اس کا خیال رکھیں۔

مارچ میں ٹریکٹ اور پوسٹر جماعتوں کو بغرض تقسیم کافی تعداد میں بھیجے گئے۔ مگر ان کی اشاعت کا رپورٹوں میں بہت کم ذکر ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ نظارت کی سہولتوں سے بھی پورے طور پر فائدہ نہیں اٹھاتے۔ حالانکہ ہر ماہ انہیں اس بارہ میں نظارت سے یاددہانی کرائی جاتی ہے۔

لاہور میں باوجودیکہ مبلغ مقیم ہے۔ اور حلقہ ہائے تبلیغ معین کئے گئے ہیں۔ مگر کارکن پھر بھی تساہل سے کام لے رہے ہیں۔ مارچ میں سوائے نیلہ گنبد کے کسی حلقہ سے رپورٹ نہیں آئی۔

نمبر شمار	نام جماعت	حلقہ تبلیغ	تعداد انصار اللہ	تعداد تعلیمی اجتماع	تعداد افراد زیر تبلیغ	پمفلٹ و اشتہارات	پبلک جلسے یا مناظرے	تعداد وفود	دیہات زیر تبلیغ	نو مبائعین
۱	اجمیر	ہوشیارپور	۲	۱	۱۵	×	×	۲	۳	×
۲	احمدی پور	جہلم	۹	۴	×	۳۸	×	×	۶	×
۳	آنبہ	شیخوپورہ	۱۳	×	۱۸	×	۱	۲	۳	×
۴	انبالہ شہر	انبالہ	۱۰	۲	۲۱	×	۱	×	۲	۳
۵	بھاکا بھٹیاں	گوجرانوالہ	۱۱	۳	۷	۶۰	۲	×	×	×
۶	بھوہاں ڈڈالہ	امرتسر	۵	×	×	۵۵	×	×	×	×
۷	بھینی بانگر	گورداسپور	×	×	×	×	×	×	×	۳
۸	بوتالہ	شاہپور	۱	×	×	۷۰	×	×	۴	×
۹	پیرکوٹ	گوجرانوالہ	۴	×	۴۴	×	×	×	۵	×
۱۰	پنڈی بھٹیاں	؍؍	۵	×	۴۲۰	۲۰۰	×	×	۵	۱
۱۱	پانپور	کشمیر	×	×	۸	۴	۱	×	×	×
۱۲	تہال	گجرات	۷	۲	۱۷	۱۵	×	۷	۵	×
۱۳	چانگریاں	سیالکوٹ	۳۰	×	×	×	×	×	×	۶
۱۴	جہلم	جہلم	۱۴	۴	۱۴	۴۰۰	۲	۳	۳	×
۱۵	چک ۳۱۲ ج.ب	لائلپور	۱۰	۲	۷۳	×	۱	×	۹	×
۱۶	چک ۳۳ جنوبی	شاہپور	۵	۱	۳۰	×	۱	×	۱	×
۱۷	حافظ آباد	گوجرانوالہ	۱۰	۲	۲	۱۰۰	۱	۲	۴	×
۱۸	کاٹھ گڑھ	ہوشیارپور	۱۹	×	۴۵	×	×	۳	۷	۳
۱۹	کلوٹہ	ہوشیارپور	۳	۴	۱۲	۶	×	×	۱۱	۲
۲۰	عزیزپور	سیالکوٹ	۵	×	۴	×	×	×	۷	×
۲۱	صالح نگر	آگرہ	۱۱	۳	۷۵	۳۵	۳	×	۵	×
۲۲	شاہدرہ	شیخوپورہ	۷	۲	۵۲	×	×	۲	۴	×
۲۳	سڑوعہ	ہوشیارپور	۴۰	×	۱۲۱۶	×	×	۳۴	۳	۱
۲۴	سری نگر	جموں کشمیر	۱۴	۱	۲۹	×	۲	×	۱۲	۲
۲۵	سرگودھا	سرگودھا	۱۷	۴	۲۲	×	×	×	۴	۱
۲۶	سیکھواں	گورداسپور	۹	۱	×	×	×	×	۲	×
۲۷	مینی وڈپی	پشاور	۱۵	۲	۱۸	۸	۱	۳	۷	۲
۲۸	منگوئی	مگوئی	۱	۲	×	×	۲	۲	۶	×
۲۹	کریام	جالندھر	۲۰	۱	۱۰۰	×	۱	×	۸	۱
۳۰	موسیوالی	سیالکوٹ	۸	۱	۷۳	×	۱	۱	۲	×
۳۱	نافہ	پٹیالہ	۳	×	۱۱	×	×	×	۳	×
۳۲	محمود آباد	سندھ	۱۲	۳	۲۳۲	۱۶	×	×	۹	۲
۳۳	میانوالی	سیالکوٹ	۱۳	۱	×	×	×	×	×	۲
۳۴	ملن	فیروزپور	۴	۴	۱۰۰	×	×	۲	۴	۱
۳۵	سارچور	گورداسپور	۶	×	×	×	×	×	۱۴	×
۳۶	مائل پور	ہوشیارپور	۳	×	۱۷۰	۶۲	×	×	۴	×
۳۷	موہلنکی	گوجرانوالہ	۳	×	۱	۲۰	×	×	۵	×
۳۸	نیلہ گنبد	لاہور	۸	×	۳	×	۱	×	×	×
۳۹	برہمن بڑیہ	بنگال	۹	۲	۱۶	۴۴	۲	×	۵	۱

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

ماہ مئی میں چندہ تحریک جدید ادا کرنیوالے احباب توجہ کریں

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اکثر مخلص احباب کرام نے چندہ تحریک جدید قرض لیکر بھی یکمشت ادا کیا ہے۔ اور سیدنا امیر المومنین حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خود بھی باوجود اپنے پاس روپیہ نہ ہونیکے نادار مخلصوں کے جذبات کا احساس فرماتے ہوئے اور انہیں ثواب میں شامل کرنے کے لئے تین سو کی رقم قرض لیکر داخل فرمائی ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں۔

"میں نے اپنی طرف سے مزید تین سو کی رقم قرض لیکر ادا کر دی ہے پہلے میرا خیال تھا۔ کہ قسط وار ادا کروں لیکن بعد میں غور کرنے سے یہی مناسب سمجھا۔ کہ جس قدر جلد سبکدوش ہو جاؤں۔ اچھا ہے۔ دوسرے دوستوں کو بھی چاہئے۔ کہ جس قدر جلد ہو سکے وعدے پورے کریں۔ لیکن یاد رہے۔ کہ جو شخص اس سکیم کی وجہ سے قرض بڑھاتا ہے۔ وہ اس سکیم پر عمل نہیں کرتا۔ بلکہ اسے رد کرتا ہے۔ چاہئے۔ کہ اس سکیم میں حصہ لینے کی وجہ سے سال کے آخیر میں ایک پیسہ بھی آپ پر قرض نہ ہو۔ اور قرض لیکر اس سکیم میں حصہ لیا ہو۔ تو سال سے پہلے آپ وہ قرض ادا کر چکے ہوں۔ بلکہ کچھ رقم اور بھی پس انداز کر چکے ہوں"

حضور کا یہ ارشاد وعدہ کرنے والے احباب کو بڑے زور سے توجہ دلا رہا ہے۔ کہ وہ چندہ تحریک جدید کے وعدے کی رقم جلد سے جلد ادا کر دیں۔

جن جماعتوں یا افراد کے وعدے کی قسط یا یکمشت رقم ماہ مئی میں واجب الادا ہے ان کو دفتر فنانشل سیکرٹری تحریک جدید توجہ دلا رہا ہے۔ اگر کسی دوست کو کسی غلطی کی وجہ سے مطالبہ نہ پہونچے۔ تو وہ اپنے وعدہ کے مطابق ماہ مئی میں اپنا چندہ تحریک جدید ادا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا اور حضرت امیر المومنین کی خوشنودی حاصل کریں۔

(فنانشل سیکرٹری چندہ تحریک جدید قادیان)

چندہ تحریک جدید کا پہلا سال ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۵ء کو ختم ہوگا

سیدنا امیر المومنین نے تحریک جدید ماہ نومبر ۱۹۳۴ء میں فرمائی تھی۔ اس حساب سے ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۵ء تک پہلا سال پورا ہو جاتا ہے مجلس مشاورت ۱۹۳۵ء میں بھی حضور نے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ نومبر میں پھر تحریک جدید کی جائیگی۔ پس چونکہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۵ء کو چندہ تحریک جدید کا پہلا سال ختم ہو جاتا ہے۔ اسلئے جن احباب نے قسط وار چندہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔ یا ماہ نومبر یا دسمبر میں یکمشت دینے کا وعدہ ہے۔ انکو چاہیئے۔۔۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

شملہ ۸ رمئی۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ہز اگزالٹڈ ہائینس کی ایگزیکٹو کونسل میں آئندہ ماہ چند اہم تبدیلیاں ہونے والی ہیں نواب ولی اللہ کی وفات سے جو جگہ خالی ہوئی ہے۔ وہ راجہ شمس راج بہادر کو دی جائیگی۔ مہاراجہ سرکشن پرشاد سبکدوش ہوجائینگے۔ اور ان کی جگہ سر اکبر حیدری سر نظامت جنگ سر فضل حسین اور سر بنجیشور راؤ میں سے کوئی صاحب مقرر ہونگے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت کو ان میں سے کسی کی صدارت پر بھی اعتراض نہیں۔

برلن ۹ رمئی۔ ہر ہٹلر نے سلور جوبلی کے موقعہ پر ملک معظم کو مبارکباد کا تار ارسال کیا تھا۔ اس کے جواب میں ملک معظم نے لکھا ہے۔ کہ آپ نے میری اور میری گورنمنٹ کی امن کے لئے کوششوں کا جو ذکر کیا ہے۔ اس کے لئے میں آپ کا خاص طور پر ممنون ہوں۔

آگرہ ۸ رمئی۔ فیروز آباد کے فساد کے سلسلہ میں پولیس گرفتاریاں کر رہی ہے۔ اس وقت تک ۵۰ مسلمان اور تیس ہندو گرفتار ہوچکے ہیں۔ مزید بہت سی گرفتاریوں کی توقع ہے۔

حیدرآباد دکن ۸ رمئی۔ حضور نظام کی بیگم دلہن پاشا فریضۂ حج کی ادائیگی کے بعد بعافیت یہاں تشریف لائیں۔ سٹیشن پر شاندار استقبال کیا گیا ہے۔

جدہ ۹ رمئی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ سلطان ابن سعود کے فرزند ثانی امیر فیصل کی شادی عنقریب سعودیہ کی ایک شہزادی سے ہونے والی ہے۔

لندن ۹ رمئی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اٹلی ابی سینیا سے اب بھی مصالحت کے لئے تیار ہے۔ مگر اس کے باوجود دونوں حکومتیں جنگ کی زبردست تیاریاں کر رہی ہیں۔ حکومت ابی سینیا کے پاس اس وقت ۹ لاکھ بندوقیں ۱۵ سو مشین گنیں۔ سات ٹینکیاں اور تین سو میدانی توپیں ہیں۔ سات لاکھ سپاہ اس کے پاس تیار ہے۔ مزید اسلحہ کے لئے یورپین کارخانوں کو آرڈر دیا جا چکا ہے۔ روم کے وزیر خارجہ نے ایک بیان میں اس بات کا اظہار افسوس سے کیا۔ کہ یورپین اقوام ابی سینیا کو اسلحہ کا ذخیرہ مہیا کر رہی ہیں۔

لندن ۹ رمئی۔ وزیر اعظم نے دارالعوام میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ یہ افواہ بالکل بے بنیاد ہے۔ کہ حکومت انگلستان [illegible] کی ذمہ داری میں کوئی تبدیلی کرنا چاہتی ہے حکومت برطانیہ خارجی حکمت عملی کے متعلق اپنے مواعید پر پوری طرح کار بند رہیگی۔

کھیوڑہ میں نمک کی کان گرنے اور تیس کے قریب آدمیوں کے دب جانے کی جو خبر شائع ہوئی تھی۔ اس کے متعلق ہمارا خاص نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ بالکل غلط ہے اس قسم کا کوئی حادثہ نہیں ہوا۔

نینی تال ۱۰ رمئی۔ کھٹگودام نینی تال روڈ پر آج صبح نہایت ہولناک موٹر کا حادثہ ہوا جس میں جسٹس سر چارلس کنڈل جج ہائیکورٹ الہ آباد اور ان کا ڈرائیور ہلاک اور ان کا بہرہ سخت مجروح ہوئے۔ موٹر ایک موڑ سے گھوم رہی تھی۔ کہ اچانک ڈرائیور کے اختیار سے باہر ہوگئی۔ اور کئی سو گز گہری کھڈ میں گر پڑی۔

نئی دہلی ۹ رمئی۔ منگلور میں ڈاکٹر انصاری کے بڑے بھائی نواب [illegible] جنگ بہادر دفعۃً وفات پا گئے۔ آپ وہاں نواب [illegible] صاحبہ کے ساتھ گئے ہوئے تھے۔ نواب صاحب موصوف ریاست حیدرآباد کے ریٹائرڈ صوبیدار تھے۔

ہوانا ۹ رمئی۔ کیوبا کے ایک سابق وزیر جنگ نے میکسیکو کی طرف فرار ہونے کی کوشش کی۔ لیکن اسے پکڑ کر ہلاک کر دیا گیا۔ اس کے خلاف انقلابی سازش کا الزام لگایا گیا تھا۔

امرتسر ۹ رمئی۔ موضع ککر کی دو زمیندار پارٹیوں میں زبردست لڑائی کھیت سے فصل کاٹنے پر ہوئی۔ فریقین کے تین آدمی زخمی ہوئے۔ پولیس نے بلوہ کے الزام میں ۱۶ اشخاص کو گرفتار کیا۔

رنگون ۱۰ رمئی۔ تہازی میں خوفناک آتشزدگی سے تقریباً چالیس گھر جن میں اکثر ہندوستانی رہتے تھے۔ جل کر راکھ ہوگئے۔ کئی مویشی بھی موت کا شکار ہوگئے۔

رنگون ۱۰ رمئی۔ ادبا میں آگ لگی۔ جس سے چاولوں کی ایک مل جل گئی اور ۱۲۵۰۰۰ روپیہ کا نقصان ہوا۔

روم ۹ رمئی۔ گورنمنٹ اٹلی نے ان گورنمنٹوں کے رویہ پر زبردست اعتراض کیا ہے۔ جنہوں نے پرائیویٹ فرموں کو اجازت دے دی ہے۔ کہ وہ ابی سینیا کو اسلحہ مہیا کریں۔

حیفا ۹ رمئی۔ عربی اور یہودی مزدوروں کے درمیان خوفناک تصادم ہوا۔ ۹ یہودی شدید مجروح ہوئے۔ اور دو تین عربوں کو بھی خفیف ضربات آئیں۔ پولیس نے ایک سپیشل مجسٹریٹ کے حکم کے مطابق ۱۳۰ عربوں کو گرفتار کیا۔ بعدہٗ ۱۰۰ کو رہا کر دیا۔ باقی اشخاص کے خلاف بلوہ کرنے کے الزام میں عدالتی کارروائی کی جائے گی۔

امرتسر ۱۱ رمئی۔ تھانہ سرہالی کے انچارج تھانیدار مسٹر علی احمد کے اکلوتے لڑکے محمد لطیف نے جو امسال امتحانِ انٹرنس میں فیل ہوا ہے۔ پستول کی گولی اپنے دل پر ماری اور مر گیا۔ لڑکے کی عمر ۱۷ سال تھی۔

شملہ ۱۱ رمئی۔ مختلف سرکاری محکمہ جات میں فرقہ وارانہ تناسب کے متعلق گذشتہ جولائی میں گورنمنٹ نے جو ریزولیوشن پاس کیا تھا۔ اس کے سلسلہ میں ہوم ڈیپارٹمنٹ کے سپیشل افسر نے سنٹرل سروسز کے متعلق ضروری اعداد و شمار فراہم کرلئے ہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ جہانتک مسلمانوں کا تعلق ہے۔ انہیں کسی سروس میں مطلوبہ نمائندگی حاصل نہیں۔ اگرچہ بعض محکمہ جات میں ان کی پوزیشن دوسرے محکمہ جات کی نسبت اچھی ہے۔ گورنمنٹ اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں مکمل اطلاع بہم پہنچائی جائیگی۔

ایتھنز ۱۱ رمئی۔ پچھلے دنوں یونان کے بعض بحری افسروں نے بغاوت کر دی تھی۔ اس سلسلہ میں بحری کورٹ مارشل نے ۲۳ اشخاص کو سزائے موت کا حکم دیا۔ ان میں سے صرف دو اشخاص گرفتار ہوئے ہیں باقی سب دوسرے ملکوں میں بھاگ گئے ہیں۔ کیونکہ موت کا حکم ان کی عدم موجودگی میں سنایا گیا۔

کراچی ۱۱ رمئی۔ ایک گاؤں مالیر میں مسلمانوں کی دو پارٹیوں میں شدید فساد ہوگیا۔ دونوں طرف سے لاٹھیوں کا آزادانہ استعمال کیا گیا۔ پولیس فوراً موقع پر پہونچ گئی۔ سولہ اشخاص مجروح ہوئے۔ جن میں سے چار کو نازک حالت میں ہسپتال پہونچا دیا گیا۔

روم ۱۰ رمئی۔ اٹلی کے ایک اخبار نے ابی سینیا کی جنگی تیاریوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ وہ اپنی افواج کو وسعت دے کر عورتوں اور غلاموں تک کو جنگی تعلیم دے رہا ہے۔ رائفلیں اور بارود تقسیم کردیئے گئے ہیں۔ اور وہ راستے بھی مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ جو فوج کو اکٹھا کرنے کے لئے استعمال کئے جائیں گے نئے وائرلیس سٹیشن اور ٹیلیگراف سٹیشن بنائے جارہے ہیں۔ اور تمام باشندوں پر جنگی ٹیکس لگا دیا گیا ہے۔ اٹلی میں ابی سینیا کی ان جنگی تیاریوں پر تشویش کا اظہار کیا جارہا ہے

کراچی ۱۱ رمئی۔ سندھ کی علیحدگی کے سلسلہ میں تیاریاں شروع ہوگئی ہیں۔ اور حکام علیحدہ سندھ کے لئے خاکہ تیار کررہے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ سندھ ایکٹ کے سلسلہ میں مقامی گورنمنٹ۔ گورنمنٹ آف انڈیا سے خط و کتابت کررہی ہے۔

مدراس ۱۱ رمئی۔ تامل نیڈو کانگریس کی ورکنگ کمیٹی نے مسٹر راجگوپال اچاریہ کا استعفےٰ کمیٹی کی صدارت سے منظور کرلیا۔

جبل پور ۹ رمئی۔ دربار ریاست کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ ملک معظم کی سلور جوبلی کی خوشی میں مہاراجہ صاحب نے ان کاشتکاروں کے مالیہ میں جن کی فصلیں کہر وغیرہ سے تباہ ہوگئی ہیں۔ ۲۵ فیصدی سے ۵۰ فیصدی تک تخفیف کردی ہے۔

علیگڑھ ۱۰ رمئی۔ ڈاکٹر ضیاءالدین احمد صاحب وائس چانسلر نے ایک دعوت کے موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ یونیورسٹی کی ایگزیکٹو کونسل کی تجاویز کے مطابق مسلم یونیورسٹی میں زراعتی کالج اور انجنیئرنگ کالج کے قیام کے متعلق ایک سکیم زیر بحث ہے۔

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاءالاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی